REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۔۔ ۲۱

ایڈیٹر :۔ محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر :۔ محمد رشید احمد انور ۔

شمارہ ۔۔ ۱۵

شرح چندہ

سالانہ ۱۰ روپے

ششماہی ۵ روپے

ممالکِ غیر ۲۰ روپے

فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۸ صفر ۱۳۹۲ ہجری ۔ ۱۳ شہادت ۱۳۵۱ ہش ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۷۲ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۴ شہادت (اپریل)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق یکم اپریل کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ۔ احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا حرم حضور ایدہ اللہ کی صحت کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن اپنا فضل شاملِ حال رکھے۔ آمین۔

★ ۔۔۔ مسجد اقصیٰ ربوہ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ عظیم الشان مسجد مکمل ہو گئی ہے حضور انور نے ۳۱ مارچ کو نمازِ جمعہ، ایمان افروز خطبہ اور دعاؤں کیساتھ اسکا افتتاح فرمایا۔ اسی روز بعد نمازِ جمعہ ایوانِ محمود میں ۵۲ ویں مجلسِ مشاورت کا تین روزہ اجلاس بھی شروع ہوا۔ واضح ہو کہ منصبِ خلافت پر متمکن ہونیکے بعد ۲۸ اکتوبر ۶۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے اس جامع مسجد (مسجد اقصیٰ) ربوہ کا سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۱ شہادت (اپریل)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

★ ۔۔۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ مع درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمدللہ۔

مغربی کینیا (مشرقی افریقہ) میں تبلیغِ اسلام

دو نئی مساجد کا افتتاح ۔ چار کامیاب پبلک لیکچر ۔ سولہ افراد کا قبولِ احمدیت

(مرتبہ مکرم مولوی محمد عیسیٰ صاحب مقیم کسموں ۔ کینیا)

مکرم مولوی جمیل الرحمٰن صاحب رفیق مبلغ انچارج کینیا مشن جماعت ہائے احمدیہ ویسٹرن اور نیانزا ڈویژن کے دس روزہ تربیتی و تبلیغی دورہ پر مؤرخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو کسموں تشریف لائے۔ آپ کی آمد سے دو ہفتہ قبل تمام جماعتوں کے نمائندوں اور مقامی معلمین کی کسموں مشن میں میٹنگ بلا کر دورہ کا تفصیلی پروگرام مرتب کر کے ہر جماعت میں وسیع پیمانے پر جلسے کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا جا سکے۔

۳۱ دسمبر کو بُوٹیرے (BUTERE) کے علاقہ میں بمقام متاوا (MATAWA) نمازِ جمعہ ادا کرنے کا پروگرام تھا۔ یہ جگہ کسموں سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ گزشتہ سال مکرم مولوی منیر الدین احمد صاحب کے ذریعہ یہاں پر نئی مخلص جماعت قائم ہوئی تھی۔ جماعت کی اپنی ایک نئی مسجد بھی زیرِ تعمیر ہے۔ جس کا ڈھانچہ تیار ہو گیا ہے۔ احباب جماعت ہفتہ میں دو دن وقارِ عمل کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ایک ماہ تک انشاء اللہ تعالیٰ مکمل ہو جائے گی۔

ساڑھے گیارہ بجے بذریعہ کار کسموں سے MATAWA پہنچنے پر جماعت کے دوستوں نے مکرم مولوی صاحب کا پُر جوش اور پُر خلوص خیر مقدم کیا۔ جماعت کی دعوت پر عیسائی بھی کافی تعداد میں جلسہ میں شمولیت کے لئے حاضر تھے جنہوں (عیسائیوں نے) نے اپنے قبائلی طریق پر بگل بجا کر آپ کو خوش آمدید کہا۔ ایک بجے خطبہ جمعہ اور جلسہ کا اکٹھا ہی پروگرام تھا۔ زیرِ تعمیر مسجد کے باہر ایک طرف کافی وسیع جگہ پر عارضی طور پر سایہ کا انتظام کر کے کرسیاں اور بنچ رکھ دیئے گئے تھے۔ تاکہ عیسائی دوست وہاں بیٹھ کر تقریر سُن سکیں۔ اُن تک آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا جو حال ہی میں جماعت احمدیہ نیروبی نے خریدا ہے اور مکرم مولوی صاحب اپنے ساتھ ہی لائے تھے۔ جماعت کے دوستوں کے لئے زیرِ تعمیر مسجد میں صفیں بچھا کر نماز ادا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ مکرم مولوی صاحب نے پونے دو گھنٹہ تک سواحیلی میں خطبہ دیا۔ جس میں اسلامی مساجد کی تعمیر کی غرض و غایت بیان کرنے کے علاوہ اسلام اور عیسائیت کی تعلیم کا موازنہ کر کے اسلامی تعلیم کی فوقیت اور برتری کو نمایاں رنگ میں پیش کیا۔ نیز عیسائی عقائد الوہیتِ مسیح، تثلیث، کفارہ وغیرہ کا از روئے بائیبل ابطال کیا۔ نمازِ جمعہ و عصر ادا کرنے کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ جن کے مکرم مولوی صاحب نے بڑے اچھوتے اور مؤثر انداز میں جواب دیئے۔ سوا گھنٹہ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ بعدہٗ بعض پادریوں اور سکولوں کے اساتذہ نے مکرم مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہمیں اسلام کے بارہ میں ایسی عمدہ معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ یہ تقریب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہی۔ حاضرین کی تعداد چار صد سے زائد تھی۔ یہ ساری کارروائی چار بجے ختم ہوئی۔ مقامی جماعت نے تمام مہمانوں کو کھانا پیش کیا۔ دس دوستوں نے بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو استقامت بخشے آمین۔

اتوار مؤرخہ ۲ جنوری کو کسموں سے پندرہ میل کے فاصلہ پر بمقام جبروک (JABRUK) حال ہی میں تعمیر کی جانے والی احمدیہ مسجد کے افتتاح کا پروگرام تھا۔ ایک ہفتہ قبل ساڑھے تین صد دعوت نامے چھپوا کر ہر طبقہ کے لوگوں میں تقسیم کر کے افتتاحی تقریب میں شمولیت کے لئے بلایا گیا۔ اس علاقہ میں عیسائی فرقوں کے تمام پادریوں اور گورنمنٹ آفیسرز کو خاص کر دعوت دی گئی۔ جماعت کے دوستوں نے دعوت نامے تقسیم کرنے اور جلسہ گاہ کی تیاری میں شب و روز بڑی محنت اور اخلاص سے کام کیا۔ ۱۲ بجے بذریعہ کار مکرم مولوی صاحب مع اہلیہ محترمہ پہنچے تو افتتاحی تقریب کا پروگرام آپ کی صدارت میں تلاوتِ قرآنِ پاک سے شروع ہوا۔ بعدہٗ جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب نے مکرم مولوی صاحب موصوف کو خوش آمدید کہہ کر مہمانوں سے آپ کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد مکرم مولوی صاحب نے افتتاحی تقریر کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کعبہ کی تعمیر کے وقت کی قرآنی دعاؤں سے کر کے اسلامی مساجد کی تعمیر کی اہمیت اور غرض و غایت بیان کر کے اعلان کیا کہ اسلامی مساجد کے دروازے ہر ایسے شخص کے لئے جو خدائے واحد کی عبادت کرنا چاہے کھلے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو پیش کیا جب نجران کے ایک عیسائی وفد کو جو آپ کے ساتھ مذہبی گفتگو کرنے مدینہ آیا تھا۔ دورانِ گفتگو ان کی عبادت کا وقت آنے پر آپؐ نے انہیں مسجد نبوی میں ان کے مذہب کے طریق کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت فرمائی۔ پھر بائیبل سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی موت سے بچائے جانے، ان کے "ابن اللہ" اور اُن کے معجزات کی حقیقت کا از روئے بائیبل تفصیل سے جائزہ لے کر نہایت لطیف رنگ اور دلکش پیرایہ میں ثابت کیا کہ ان امور میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بائیبل کی اصطلاح میں انفرادیت حاصل نہیں۔ اور آپ صرف خدا کے ایک فرستادہ نبی تھے جن کا مشن اور تعلیم صرف بنی اسرائیل تک محدود تھی۔ اور اسلام کے ظہور پر ان کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب صرف اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر ہی خدا کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ اور جامع اور کامل ہونے کی وجہ سے اس کا دائرہ قیامت تک ممتد ہے۔ آپ کی یہ پُر مغز اور پُر از معلومات تقریر سوا دو گھنٹہ تک جاری رہی جو نہایت انہماک اور دلچسپی سے سُنی گئی۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ سامعین کی تعداد ساڑھے چار صد سے زائد تھی۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۳ شہادت ۱۳۵۱ ہش

حضرت نعمت اللہ ولی کی عظیم الشان پیشگوئیاں

آج سے ۱۲۴ سال پہلے کا شائع شدہ حضرت نعمت اللہ ولیؒ کا ایک مستند قصیدہ رسالہ "اربعین فی احوال المہدیین" کے حوالہ سے بدر کی اشاعتِ گزشتہ میں نقل کیا جا چکا ہے۔ اس رسالہ کے آخر میں شائع شدہ تعارف (بزبان فارسی) میں بتایا گیا ہے کہ نعمت اللہ ولی دہلی کے نواح کے رہنے والے اور ہندوستان کے اولیائے کاملین میں سے مشہور ہیں۔ ان کے دیوان سے ان کا زمانہ پانچ سو ساٹھ سال ہجری معلوم ہوتا ہے۔ نیز واضح کیا گیا ہے کہ ان ابیات میں احوالِ مہدی مذکور ہونے کے سبب رسالہ اربعین فی احوال المہدیین کے ساتھ شامل کر کے شائع کیا گیا ہے۔"

اس سے یہ بات تو صاف ہو گئی کہ جس قصیدہ کی نسبت ہم عرض کر رہے ہیں، اس کا مصنف نہ تو مجہول الحال ہے اور نہ ہی یہ آج کی پیداوار ہے۔ بلکہ ایک ایسے معروف بزرگ کا کلام ہے جو آج سے ۸۳۲ برس پہلے گزرا اور اس کی طرف منسوب قصیدے کو طبع ہوئے بھی ۱۲۴ برس بیت گئے۔ اور سب سے بڑی چیز قصیدے کی اپنی اندرونی شہادت ہے۔ یعنی قصیدے میں جو کچھ پیشگوئیوں کے رنگ میں بیان ہوا وہ اُن تمام اُصولوں اور قواعد کے عین مطابق ہے جو قرآن وحدیث اور انبیاء سابقین کی پیشگوئیوں سے مستنبط ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر عامۃ المسلمین محض پیشگوئیوں پر تکیہ کر کے ہاتھ پیر ہلائے بغیر مخالفینِ اسلام کے مقابلے میں کامیاب وکامران ہو جانے میں غلطی پر ہیں اور انہیں حقیقت پسند بن کر کچھ عملی کام بھی کر کے دکھانا چاہیئے تو وہ لوگ بھی سخت غلطی میں مبتلا ہیں جو ایسی پیشگوئیوں کو سرے سے ناقابلِ اعتبار قرار دے کر ان کا استخفاف کرتے ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن وحدیث تو زبردست پیشگوئیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اور پوری ہونے پر دلوں میں ایسا تازہ اور زندہ ایمان پیدا کرتی ہیں جس سے آج کے مسلمانوں کے دل خالی ہیں۔ اس لئے ایسی عظیم القدر پیشگوئیوں کو معمولی نہیں سمجھا جا سکتا۔!!

اسی طرح امام مہدی کے بارہ میں بھی افراط وتفریط سے کام لیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس معاملہ میں بھی میانہ روی کا طریق ہی صحیح اور درست ہے۔ جس طرح ہر سچا مسلمان اسلام کے روشن مستقبل کے بارے میں ہمیشہ ہی پُر از یقین ہونا چاہیئے۔ اسی طرح یہ بات بھی از روئے قرآن وحدیث بپایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ اسلام کا یہ روحانی غلبہ حضرت امام مہدی ہی کے ذریعہ آنے والا ہے۔ اس لئے امام مہدی کا انتظار برحق ہے۔ اور بعد از ظہور اُن کے ساتھ رُوحانی وابستگی نہایت ضروری ہے۔ اور جو کوئی ان دونوں باتوں سے انحراف کرتا ہے وہ خود ہی اپنی عاقبت برباد کرتا ہے۔

پہلے آنے والے مقدس وجودوں کے یہ بیانات ہی ہیں جو الہامی رنگ میں بطور پیشگوئی بعد میں آنے والے "مصلح" کی صداقت پر زندہ گواہ ہوتے ہیں تا وقت آنے پر اُس زمانہ کے لوگ بیان شدہ علامات وشواہد پر غور کر کے اُس کی شناخت کر سکیں۔ ایسی پیشگوئیوں میں من وجہٍ اظہار اور من وجہٍ اخفاء ہوتا ہے اور بات کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے ان دونوں پہلوؤں پر عمیق نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئیوں کو پرکھنے کے لئے بھی [illegible] اصول کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے ـــــ!!

اِن چند ابتدائی اور ضروری باتوں کے بعد اَب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں، قصیدے میں مذکور چند اہم اور عظیم الشان پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ رہا قصیدے کے ایک ایک شعر کو لے کر اس کی تشریح وتفصیل، سو یہ امر بہت طول طویل بحث کا متقاضی ہے۔ جس کی اس جگہ نہ تو گنجائش ہے اور نہ ہی اس کی کچھ زیادہ ضرورت ہی معلوم ہوتی ہے۔ جہاں تک قصیدے کے دوسرے حصّے کا تعلق ہے، مختصر یوں سمجھ لیجئے کہ حضرت ولی موصوف نے اپنے زمانہ کے بعد رُونما ہونے والے خاص خاص مُلکی وسیاسی انقلابات یا عام لوگوں کی دینی یا مذہبی حالت کے بگڑ جانے، ہر طرف قتل وغارت کا بازار گرم ہو جانے، مکر وفریب اور حیلہ سازی کے فروغ پا جانے کی نسبت جس صورتِ حال کا کشفاً مشاہدہ کیا یہ سب باتیں حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آ چکی ہیں اس لئے ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۲) شعر نمبر ۱۹ خاص طور پر قابلِ غور ہے جس میں حضرت موصوف نے کشفی علم کی بناء پر اطلاع دی کہ ۱۲۰۰ سال گزرنے پر مجھ کو عجیب عجیب کام نظر آتے ہیں۔ یہ بیان حدیثوں کے اُس بیان سے پوری مطابقت رکھتا ہے جو کتبِ احادیث میں کتاب الملاحم یا کتاب اشراط الساعۃ وغیرہ کے تحت جمع شدہ موجود ہیں۔ اور بعد کے پانچ اشعار میں اُس خطرناک صورتِ حال کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو تیرھویں صدی میں پیش آنے والے تھے۔ اور آج کی دُنیا ان سب حالات کا مشاہدہ کر چکی ہے۔ بطور مثال اس زمانے میں امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بن جانے کے واقعات کا تو حد وشمار بھی مشکل ہے۔ پھر شعر نمبر ۲۵ میں جو پیش از وقوع خبر دی گئی ہے وہ کوئی معمولی نہیں کہ ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہے گی اور نیا سکہ چلے گا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ سب باتیں بھی پُوری ہو چکی ہیں۔

(۳) اولیائے کاملین کی طرح حضرت نعمت اللہ ولی نے انذاری رنگ میں جہاں آئندہ زمانے کے اندر رُونما ہونے والے فکر انگیز انقلابات کا ذکر کیا تو ساتھ ہی تبشیر کے پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا چنانچہ شعر نمبر ۳۲ میں اس کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

غم مخور زانکہ من دریں تشویش خرمی وصلِ یار مے بینم

یعنی اسی تشویش اور فتنے کے زمانے میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ مَیں دیکھتا ہُوں کہ وصلِ یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے۔ مطلب یہ کہ جب تیرھویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصلِ یار کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی۔ یعنی خدا تعالیٰ رحمت کے ساتھ توجہ کرے گا۔

اِس میں حضرت امام مہدی کے ظہور اور مسیح موعُود کی بعثت کی طرف صاف اشارہ ہے۔ جیسا کہ حدیث کی رُو سے ایسے ہی وقت میں امام مہدی اور مسیح موعود کے نزول کی بشارت دی گئی ہے۔ اس کی تفصیل کتب احادیث میں "باب نزول مسیح ابن مریم" اور "ابواب ظہور المہدی" کے تحت مطالعہ کی جا سکتی ہے۔

(۴) حدیث نبوی لا المہدی اِلّا عیسٰی کے مضمون کو شعر نمبر ۴۲ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ آنے والا یہ مقدس وجود مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی، ایک ہی وجود ان دونوں صفات کا حامل ہوگا ـــــ!!

(۵) اِسی طرح دارقطنی کی حدیث میں جو امام مہدی کے وقت میں رمضان شریف کے مہینہ میں مقررہ تاریخوں پر سورج اور چاند کو گرہن لگنے کی عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر ہے۔ حضرت نعمت اللہ ولی کے قصیدے میں شعر نمبر ۲۷ کے تحت حضرت امام مہدی کے لئے اس آسمانی شہادت کا بھی واضح الفاظ میں ذکر کیا گیا۔ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور آپ کے دعوٰے کے بعد ۱۳۱۱ ہجری میں رمضان کے مہینے میں پہلے چاند کو اور اس کے بعد سورج کو انہیں تاریخوں پر گرہن لگا جن کی خبر زبانِ نبویؐ کے ذریعہ دی گئی تھی۔

(۶) اِسی طرح جیسا کہ احادیث میں امام مہدی کے ناموں میں محمدؐ اور احمدؐ دونوں نام مروی ہیں حضرت نعمت اللہ ولی نے ؎

ا۔ح۔م و دال مے خوانم نامِ آں نامدار مے بینم

میں حضرت امام مہدی کا نام صریح اور واضح الفاظ میں "احمد" بتایا۔

(۷) پھر امام مہدی کے کارناموں اور خدمتِ دین کی نمایاں توفیق پانے اور آپؑ کے ذریعہ دینِ اسلام کو تقویت ملنے کی نسبت جو تفصیلی پیشگوئیاں ہیں وہ ایک ایک کر کے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپؑ کی برگزیدہ جماعت کے کارناموں سے سچّی ثابت ہو رہی ہیں۔ اس کی سیر حاصل تفصیل سلسلہ کے مطبوعہ لٹریچر میں موجود ہے۔ ہر متلاشیٔ حق اس طرف رجوع کر سکتا ہے۔

(۸) ایک بڑی واضح علامت بطور پیشگوئی جو حضرت امام مہدی کی نسبت بیان کی گئی ہے اس کا ذکر شعر نمبر ۳۴ میں اس طرح کیا گیا ہے ؎

دورِ اُو چوں شود تمام بکام پسرش یادگار مے بینم

یعنی امام مہدی کا زمانہ جب کامیابی اور کامرانی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جون ۱۸۹۲ء میں اپنے رسالہ نشانِ آسمانی وشہادت الملہمین میں حضرت نعمت اللہ ولی کے اِس قصیدے کو بتمامہٖ نقل کیا اور ساتھ ہی اس کے چیدہ چیدہ اشعار کی تشریح وتفصیل بیان کر کے اپنے دعوٰے کی صداقت پر اس بزرگ کی کشفی شہادت کو بطور گواہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ متذکرہ بالا شعر کی تشریح کے سلسلہ میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا۔ اور اس کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے بعد اس کی یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اِس عاجز کی اُس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔" (نشانِ آسمانی صفحہ ۱۲)

حضرت نعمت اللہ ولی کی یہ پیشگوئی مسیح موعود کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کے عین مطابق ہے۔ (باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ عیدالاضحیہ

آئندہ سے ساری دُنیا میں تمام احمدی جماعتیں مکّہ مکرّمہ کی عید کے دن یہ عید منایا کریں گی

ہمارے دل اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم مکّہ معظّمہ میں عیدالاضحیہ کے موقع پر کی جانیوالی قربانیوں سے پہلے قربانیاں کر دیں

خدا کرے کہ وحدتِ اسلامی کی مہم میں ہماری یہ کوشش بارآور ہو

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۲۷ صلح ۱۳۵۱ ہش مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۷۲ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

خطبہ مسنونہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں :-

"ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" (الصّف : ۱۰)

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا" (البقرۃ : ۲۸۷)

اس کے بعد فرمایا :-

"اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اسلام کے عالمگیر غلبہ کی بشارت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اسلام کے اس عالمگیر غلبہ کا وعدہ دیا تھا۔ چونکہ آپؐ کی نبوّت کا زمانہ قیامت تک ممتد تھا۔ اس لئے آپؐ کو جو بشارتیں دی گئی تھیں اُن کا مجموعی زمانہ بھی قیامت تک ممتد ہے۔

تاہم بعض بشارتیں اپنی حقیقت کے لحاظ سے ایسی ہیں کہ جو شروع دن سے ہمیں جلوہ گر نظر آتی ہیں اور ہر زمانہ اور ہر صدی میں اُن بشارتوں کے مطابق ہم

اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے جلوے

دیکھتے رہے ہیں۔ جب کہ بعض بشارتیں معیّن اور مخصوص وقت سے تعلق رکھتی ہیں۔

مومنانہ ذمہ داریوں کو نباہنے پر اللہ تعالیٰ کی نصرت کا نازل ہونا ہر زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ سلسلہ صرف پہلی صدی سے یا پہلے سال ہی سے نہیں بلکہ پہلے دن سے شروع ہوا۔ اور آخری وقت تک جاری رہے گا۔ یعنی اگر اس دُنیا کی زندگی دو لاکھ سال بعد ختم ہونی ہے یا دس ہزار سال بعد ختم ہونی ہے یا دو تین ہزار سال بعد ختم ہونی ہے تو اس خاتمہ کے آخری گھنٹے میں بھی اگر ایک آدمی اپنی مومنانہ ذمہ داریوں کو نباہے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرے گا۔

پس ایک تو اس نوعیّت کی بشارتیں ہیں کہ جن کا کسی خاص زمانہ یا وقت یا صدی یا سال یا مہینہ یا دن کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا بلکہ وہ مستقل بشارتیں ہوتی ہیں جن کا ہر زمانے اور ہر ملک کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ لیکن بعض بشارتیں مخصوص اور معیّن وقت کے لئے ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک آدمی سے یہ کہنا کہ مَیں تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن دیکھتا ہوں۔ یا یہ کہنا کہ کسریٰ کے ملک پر غلبہ عطا ہوگا یا قیصرِ روم اسلام کے ہاتھوں مغلوب ہوگا۔ چنانچہ اپنے وقت پر یہ بشارتیں پُوری ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان دونوں بڑی طاقتوں کا زور قریباً ٹوٹ چکا تھا۔ البتہ کہیں کہیں اُن کے آثار باقی رہ گئے تھے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ قومیں باقی رہ گئی تھیں۔

ایران کی فتوحات کی ابتداء

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہُ کے زمانہ میں ہوئی اور اس کے بعد قریباً اسی زمانہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہُ کی خلافت کے آخری زمانہ میں قیصرِ روم کے ساتھ خود قیصر کی نالائقیوں کی وجہ سے جنگ کے آثار پیدا ہوگئے تھے۔ اور کچھ جھڑپیں بھی شروع ہوگئی تھیں۔ لیکن اُن کے ساتھ بڑی بڑی لڑائیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لڑی گئیں۔

بہر حال یہ جنگیں ایک خاص زمانہ کے اندر رونما ہوئیں۔ پھر جب تک خدا تعالیٰ نے چاہا اسلام ان کے اُوپر حاکم رہا اور اب بھی ان علاقوں پر حاکم ہے۔ غرض اس وقت کی معروف دُنیا پر اسلام پھیلا اور اس طرح یہ ایک بشارت تھی جو پوری ہوئی۔ البتہ اس قسم کی کچھ بشارتیں ایسی بھی ہیں جن کا خلافتِ اُولیٰ یا ثانیہ یا ثالثہ یا رابعہ یعنی اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کے زمانہ کے ساتھ تعلق تھا۔ مثلاً کسی بشارت کا تعلق خلافتِ اُولیٰ کے ساتھ تھا۔ کسی کا خلافتِ ثانیہ کے ساتھ تھا۔ علیٰ ہٰذا القیاس کسی کا تعلق بعد کے زمانے کے ساتھ تھا اور یہ بشارتیں اپنے اپنے وقت پر پوری ہوتی رہیں۔

تاہم بعض ایسی بشارتیں ہیں اور ان میں سے بعض بہت زبردست بشارتیں ہیں جن کا تعلّق حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عظیم تر رُوحانی فرزند حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے۔ مثلاً یہ بشارت جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں بھی ہے کہ

"لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ"

یعنی اس کے ذریعہ اسلام کو ایک عالمگیر غلبہ عطا کیا جائے گا۔

اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کے وقت ایسے ذرائع اور سامان میسّر نہیں تھے کہ اسلام ساری دُنیا میں پھیل جاتا۔ اسی واسطے ہم نے یہ محاورہ ایجاد کیا ہے کہ اس وقت اسلام معروف دُنیا میں پھیلا۔ کیونکہ اس نقطۂ نگاہ سے اُس وقت کے حالات کے مطابق دُنیا دو حصّوں میں بٹی ہوئی تھی یعنی ایک معروف دنیا اور ایک غیر معروف دُنیا — مگر اب ہمارے زمانے میں معروف دنیا تو ہے لیکن غیر معروف دُنیا کوئی نہیں۔ اب دُنیا میں کوئی ایسا غیر معروف علاقہ نہیں جہاں آبادی تو ہو لیکن وہ انسان کے علم میں نہ ہو۔

پس لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کی رُو سے اس عالمگیر غلبہ کی بشارت اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کے زمانہ میں پُوری ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ اس کا تعلق تو اسلام کی نشأۃِ ثانیہ یعنی مہدی معہُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ ہے۔ اس کا تعلق تو بنی نوعِ انسان کے دِل میں حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ایک عالمگیر محبّت پیدا ہو جانے سے ہے۔ اور اس کا تعلق تو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک عالمگیر عشق سے ہے کیونکہ اس کے بغیر اسلام کا عالمگیر غلبہ ممکن ہی نہیں۔ لیکن ہمارے اس زمانے سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ایک عالمگیر محبّت اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایک عالمگیر عشق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق اسلامی تعلیم جیسا کہ قرآنِ کریم نے بیان کی ہے وہ ساری دنیا میں پہنچی ہی نہیں تھی۔ غرض دُنیا کے اُن باشندوں کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبّت کیسے پیدا ہو سکتی تھی۔ جہاں حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نام نہیں پہنچا اور اُن لوگوں کے دلوں میں حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت اور شان کیسے پیدا ہو سکتی تھی۔ جنہوں نے آپؐ کا نام بھی نہیں سُنا تھا۔ پس بغیر دیکھے یا بغیر سُنے کسی کے دِل میں محبّت کا پیدا ہونا ناممکن بات ہے۔ اس لئے اسلام کے اس عالمگیر غلبہ کا تعلق حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور آپ کی جماعت سے ہے اور اس لحاظ سے

ایک بڑی بھاری ذمّہ داری

ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ڈالی ہے اور یہ امر اُن تمام قربانیوں کا متقاضی ہے جن کا اشارہ اس عید میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً جان کی قربانی

ہے۔ خدا تعالیٰ کے دین کے لئے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس مادّی دُنیا کے عیش و آرام سے جانتے بوجھتے ہوئے پرے ہٹ جانا اور ایک درویشانہ اور فقیرانہ زندگی کو اختیار کرنا یہ بھی ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ پھر اوقات کی قربانی ہے۔ وقف میں ایک جان کی قربانی ہوتی ہے اور ایک زندگی کی قربانی ہوتی ہے۔ ایک واقفِ زندگی دراصل زندگی کی قربانی دے رہا ہوتا ہے۔ اور ایک مجاہد جو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے یا اپنے نفس یا اپنی ماں بہن کی عزت و آبرو کی خاطر جان دیتا ہے تو وہ اپنی جان کی قربانی پیش کرتا ہے مگر ایک واقفِ زندگی اپنی ساری زندگی کی قربانی دیتا ہے۔ جتنی دیر امن کے حالات میں زندگی بسر ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لئے قربان ہے۔

پھر اسی طرح مال کی قربانیاں ہیں۔ اس کے علاوہ ہزار قسم کی قربانیاں ہیں۔ بے شمار قسم کی قربانیاں ہیں جنہیں انسان خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہم پر بے شمار ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی ہر نعمت سے ایک حصّہ واپس مانگتا ہے جس کے لئے ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے اس زمانہ ہی میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کا امکان تھا۔ کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کے لئے تین چیزوں کی ضرورت تھی۔ ایک یہ کہ ساری دنیا اپنے علم کے لحاظ سے ایک برادری بن جائے۔ اور دوسرے یہ کہ سفر کی سہولتوں کے لحاظ سے ساری دُنیا ایک برادری بن جائے۔

چنانچہ اب امریکہ میں ایک واقعہ رُونما ہوتا ہے تو بعض دفعہ ریڈیو کے ذریعہ ایک گھنٹے کے اندر اندر ہم تک اس کی اطلاع پہنچ جاتی ہے۔ مگر کسی زمانہ میں عرب سیاح یا مورخ نکلتے تھے تو وہ ایک طرح سے اپنے بیوی بچوں سے رخصت ہو کر نکلتے تھے۔ کیونکہ انہیں یہ پتہ نہیں ہوتا تھا کہ واپس آنا ہے یا نہیں۔ "پتہ نہیں واپس آنے والا ہے" تو ہر وقت انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ کیونکہ زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لیکن چونکہ وہ سالوں باہر کے ملکوں میں پھرتے رہتے تھے اور پیچھے اُن کے خاندان والوں یا دوستوں کو کوئی علم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں۔ وہ زندہ ہیں یا مر چکے ہیں اور پھر تین یا چار سال یا بعض دفعہ پانچ چھ سال کے بعد مثلاً چین کا سفر کرکے واپس حجاز میں یا مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ یا شام یا عراق میں یا جہاں سے چلے تھے وہاں پہنچ جاتے تھے۔ یعنی اپنے مرکز سے نکل کر ارد گرد کے علاقوں میں سالہا سال تک پھرتے رہتے تھے۔ اور پھر وہیں واپس آجاتے تھے۔ لیکن مہینوں نہیں بلکہ سالہا سال تک سفر کرتے رہتے تھے۔ مگر اب یہ حال ہے کہ آپ کی آواز سے زیادہ تیز رفتار ہوائی جہاز بن گئے ہیں۔ اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ وہ اس سے بھی زیادہ تیز رفتار جہاز بنالیں۔ بہرحال اس وقت تک جو عملاً تجربہ ہو چکا ہے وہ بھی ڈیڑھ دو ہزار میل فی گھنٹہ یا شاید اس سے بھی کچھ زیادہ تیز رفتار سے چلنے والے ہوائی جہاز بن گئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ لاہور سے جدّہ تک کم و بیش ایک دو گھنٹے کی مسافت ہوگی۔ پس سفر کی سہولتیں پیدا ہوگئیں اور پھر ایک جگہ کے واقعات کا دوسری جگہ تار اور براڈ کاسٹنگ کے ذریعہ علم ہو جانے کی سہولتیں میسّر آگئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں تار اور براڈ کاسٹنگ کا انتظام بہت ناقص تھا۔ اور اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس

وحدتِ قومی

جس کا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ میں اشارہ کیا گیا ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ رُونما ہوگی، اس کی بنیاد گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھیں گے مگر اس کا اجراء آپؑ کے خلفاء کریں گے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں مکّہ مکرمہ میں نہ تار گھر تھا، نہ ٹیلیفون کا کوئی انتظام تھا اور نہ براڈ کاسٹنگ کا کوئی اسٹیشن قائم تھا۔ ۱۹۰۸ء میں آپؑ کا وصال ہوا۔ ۱۹۲۷ء میں ایک صاحب نے حج کیا اور پھر حج پر ایک کتاب لکھی جس میں وہ لکھتے ہیں (اور یہ ۱۹۲۶ء کی بات ہے)، کہ مکہ مکرمہ جو حجاز کا ایک بڑا شہر ہے اس میں صرف ایک پوسٹ آفس ہے اور اس ڈاک خانہ کا عملہ ایک پوسٹ ماسٹر اور دو ہرکاروں پر مشتمل ہے یعنی شہر بھر میں دو آدمی ڈاک تقسیم کرنے والے ہیں اور ایک آدمی ڈاک خانہ میں بیٹھا رہتا ہے۔

حالانکہ اب ایک بڑے گاؤں میں بھی اس سے زیادہ عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اُس وقت ڈاک اور تار وغیرہ کا یہ حال تھا۔ تاہم اس وقت بنی نوع انسان نے وحدتِ اقوام کی طرف قدم اٹھایا تھا اور وحدتِ اقوام کے لئے جن کوششوں کی ضرورت تھی اُن کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ رکھ دی گئی تھی۔ اور منصوبے تیار کر لئے گئے تھے لیکن اُن کا اجراء خلافتِ مہدی معہودؑ سے تعلّق رکھتا ہے۔

اب جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے عنقریب ایسا وقت آجائیگا کہ آپ لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز اُڑیں گے اور ایک گھنٹے کے اندر اندر جدّہ پہنچ جائیں گے۔ اور جہاں تک براڈ کاسٹنگ کا تعلق ہے وہ تو چند منٹوں میں ساری دُنیا میں خبر پہنچا دیتا ہے۔

دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وحدتِ اقوامی کے منصوبے کو کامیاب بنانے کے لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ تمام دُنیا (یعنی دُنیا کا کوئی حصّہ نہیں بلکہ تمام ممالک) اس پوزیشن میں ہوں کہ ان کو یہ سہولت میسّر ہو کہ وہ باہمی طور پر مذہبی تبادلۂ خیالات کر سکیں۔ مثلاً مباحثے ہوں۔ یعنی ایک دوسرے پر اپنے اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے بحثیں ہوں، مناظرے ہوں، کتابیں تصنیف کی جائیں اور ریڈیو پر بحثیں شروع ہو جائیں وغیرہ۔ اگرچہ یہ سلسلہ ابھی تک شروع نہیں ہوا تاہم اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو جب اس سے زیادہ اثر و رسوخ عطا فرمائے گا تو یہ سلسلہ بحث و تقریر بھی انشاء اللہ شروع ہو جائے گا اور وہ وقت بھی جلد آجائے گا جب

اسلام کے غلبہ کی مہم

میں ہر قسم کی دنیوی سہولتوں سے انشاء اللہ فائدہ اٹھایا جائے گا۔

غرض جہاں تک اشاعتِ کتب کا تعلق ہے یعنی کتابوں کی اشاعت کا تعلق ہے وہ تو اتنی کثرت سے ہو رہی ہے کہ دنیا کا کوئی حصّہ اس سے محروم نہیں رہا ہے۔ یہ کام تو پُورا ہو گیا ہے۔ اب اگر دُنیا کا کوئی حصّہ محروم رہے تو وہ اس لئے محروم نہیں کہ ذرائع مسدود ہیں۔ بلکہ وہ اس لئے محروم ہے کہ ہم میں ابھی پُوری بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ یا ہمارے مالی ذرائع محدود ہیں۔ تاہم اس بارے میں بھی پہلے سے زیادہ سہولتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور انشاء اللہ زیادہ سہولتیں میسّر آتی چلی جائیں گی۔

ریڈیو کے اوپر تو اب بھی اسلام کو پھیلایا جا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے میرا خیال تھا کہ مغربی افریقہ کے ممالک خود پیسے اکٹھے کرکے وہاں ایک براڈ کاسٹنگ سٹیشن قائم کرلیں۔ اور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اس وقت دُنیا میں جو سب سے زیادہ طاقتور ریڈیو سٹیشن ہے ہمارا یہ ریڈیو اس سے بھی زیادہ طاقتور ہو۔ میرے خیال میں اس وقت سب سے زیادہ طاقتور ریڈیو سٹیشن روس کا ہے واللہ اعلم۔ یہ میرا اندازہ ہے۔ کیونکہ کبھی روسی خبریں سُنی جائیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آدمی سامنے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا ہے۔ دوسری جگہوں کے ریڈیو سٹیشن کی آواز اتنی صاف نہیں ہوتی جتنی روسی ریڈیو کی ہوتی ہے۔ اور غالباً یہ دنیا کا سب سے بڑا سٹیشن ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ چار پانچ سال کے بعد جب ہمیں براڈ کاسٹنگ سٹیشن لگانے کی توفیق ملے تو کوئی اور ملک یا خود روس ہی میں اس سے زیادہ طاقتور براڈ کاسٹنگ سٹیشن لگ جائے۔

بہرحال دل یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا اور طاقتور براڈ کاسٹنگ سٹیشن وہی ہو جہاں سے صبح و شام اللہ اکبر کی آوازیں آرہی ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جا رہا ہو۔ انشاء اللہ یہ وقت بھی جلد آجائے گا۔

غرض براڈ کاسٹنگ کے سامان میسّر آگئے اس لئے مَیں کوشش کرتا رہتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کے بارے میں پُورا فائدہ اٹھایا جائے۔ مگر دُنیا میں چونکہ بڑا تعصب پایا جاتا ہے۔ اور لوگ (یعنی عیسائی اور دہریہ) جن کے ہاتھ میں براڈ کاسٹنگ سٹیشن ہیں وہ ہمیں موقع نہیں دیتے۔ حالانکہ ہم انہیں پیسے دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ ہمیں وقت نہیں دیتے۔ دو تین سال ہوئے مجھے خیال آیا کہ اگر مجھے موقع دیں تو میں کسی عید کے موقع پر تقریر کروں۔ یعنی اس عید کے موقع پر نہیں بلکہ کسی عید الاضحیہ یا عید الفطر کے موقع پر اور جس میں مَیں ساری دنیا کو

عید کا پیغام

پہنچا دوں اور اس عاجز بندے کی طرف سے عید کا پیغام تو ایک ہی ہے کہ ہر احمدی یہ کوشش کرے کہ اسلام کے اس عالمگیر غلبہ اور اس کی آخری فتح کے دن قریب سے قریب تر آتے چلے جائیں۔ میرا یہ پیغام ساری دُنیا میں پھیل جائے جسے ساری دُنیا کے احمدی اور ان کے دوست بھی سُنیں۔ لیکن ایسے براڈ کاسٹنگ سٹیشن جو عورتوں کی لپ سٹک کے سامان کے اشتہار تو پیسے لیکر شائع کر دیتے ہیں مگر انہوں نے میری تقریر نشر کرنے سے انکار کر دیا۔ گویا وہ خدا تعالیٰ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سُنانے کیلئے پیسے لیکر بھی ہمیں وقت نہیں دے سکتے۔

بہرحال یہ ایک تعصب ہے اس تعصّب کی تار یا بار یک سا دھاگہ بھی انشاء اللہ کٹ جائیگا۔ گو اس وقت یہ ہمارے رستے میں روکیں پیدا کر رہا ہے مگر جس وقت اللہ تعالیٰ کا طاقتور ہاتھ اس پر آکر گرا تو چرخے کے بُنے ہوئے ایک پتلے سے دھاگے کی طرح یہ ٹوٹ جائیگا کیونکہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے مقابلے میں اسکی نہ کوئی طاقت ہے، اور نہ کوئی حیثیت اور اسکا خاتمہ بھی انشاء اللہ ہو کر ہی رہنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالمگیر غلبہ کے لئے تیسری چیز یہ بیان فرمائی ہے اور اس کے دو حصے ہیں (اور یہ دو حصے میں کر رہا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ان دونوں چیزوں کو اپنے مقام پر اکٹھا بیان فرمایا ہے) ایک یہ کہ دنیا کے ہر حصے میں الٰہی تائیدات اور الٰہی نشانات ظاہر ہونے لگ جائیں اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے زبردست نشانات جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے آپ ہی کے روحانی فرزند حضرت مہدی معہود کو دئے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک نشان خواہ وہ کہیں ظاہر ہو

ساری دنیا کو اس کا علم ہو جائے

یعنی براڈکاسٹنگ یا کتب وغیرہ کے ذریعہ اس کا پتہ لگ جائے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ڈوئی کے ساتھ مقابلے کا نشان ہے اور ڈوئی کا امریکہ کے ساتھ تعلق تھا۔ پھر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہدی معہود کے لئے ایک اور بڑا زبردست نشان بتایا تھا۔ اور وہ سورج اور چاند گرہن کا نشان تھا جسے اپنی تعیین کر کے بتایا گیا تھا۔ چنانچہ یہ نشان ایک سال ہمارے اس علاقے میں ظاہر ہوا اور دوسرے سال اپنی موعودہ تاریخوں میں یہی نشان امریکہ میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان نشانوں کو خود سامان پیدا کر کے اپنے زبردست قدرت کے ساتھ ساری دنیا میں پھیلا دیا اور ان کے متعلق ساری دنیا کو پتہ لگ گیا۔

علاوہ ازیں اور بہت سے نشانات ہیں جن میں سے مثلاً ایک

قبولیتِ دُعا

ہے اور یہ بھی ایک بڑا زبردست نشان ہے اللہ تعالیٰ کے وہ عاجز بندے جو اس کے دین کی خدمت میں لگے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ ان کو بھی قبولیتِ دعا کے نشانات دکھاتا ہے اور قبولیتِ دعا کے یہ نشانات ہر ملک میں بڑی کثرت سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ نشان مغربی افریقہ میں، مشرقی افریقہ میں، انگلستان میں، امریکہ میں، یورپ میں اور جزائر میں بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ غرض مہدی معہود علیہ السلام کی جماعت اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ ہر ملک میں نشانات ظاہر ہو رہے ہیں

پس یہ جو تیسری اور ضروری شرط تھی وحدتِ اقوامی کے لئے، وہ اس طرح پوری ہو رہی ہے کہ زبردست نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ جن کا پھیلاؤ علمی لحاظ سے اور نشان کے ظہور کے لحاظ سے، یا مجھے یوں کہنا پڑے گا کہ علمی اور ظہوری وسعت ان میں اتنی ہے کہ تمام [illegible] حیثیت رکھتی ہے۔

غرض وحدتِ اقوامی کے لئے یہ ایک قسم کی تمہید تھی اس مسئلے کو سمجھانے کے لئے جس کا آج میں اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحدتِ اقوامی کے لئے ایک آلہ اور ہتھیار جو ہمیں عطا فرمایا ہے وہ حج ہے جہاں

ساری دنیا کے مسلمان جمع ہوتے ہیں

چنانچہ ابھی [illegible] اعلان ہوا ہے کہ دنیا کے مختلف [illegible] سے پانچ لاکھ مسلمانوں نے مکہ مکرمہ میں جمع ہو کر فریضۂ حج ادا کیا ہے

پس وحدتِ اقوامی کے لئے حج کا ادارہ اور فریضہ مقرر کیا گیا ہے جس کی ادائیگی کے لئے مختلف ممالک سے لاکھوں مسلمان مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں اور آپس میں تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ حج کے اور بھی ہزاروں فوائد ہیں۔

حج کو چاند کی پہلی یا دوسری تاریخ سے نہیں باندھا گیا۔ بلکہ اس کا تعلق چاند کی نویں تاریخ سے ہے [illegible] رویتِ ہلال حج کی نویں تاریخ مقرر کرتی ہے وہ رویتِ ہلال سوائے مکہ مکرمہ کے اور کہیں نہیں۔ یا سوائے عرب کے اور کہیں نہیں۔ مثلاً فجی میں جس دن اس ماہ کا چاند دیکھا جائے اس کے مطابق حج نہیں ہوتا۔ یا امریکہ میں جس دن اس مہینہ کا چاند دیکھا جائے اس سے معین حج کی تاریخ مقرر نہیں کی جاتی۔ یا پاکستان یا افغانستان یا ہندوستان کے مسلمان اگر اس مہینہ کا چاند دیکھیں تو اس دن سے حج کی تاریخ متعین نہیں کی جاتی۔ گو حج کا تعلق رویتِ ہلال سے ہے مگر یہ اس رویتِ ہلال سے ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے تعلق رکھتی ہے اور یوم حج جسے یوم عرفہ بھی کہتے ہیں اس کے علاوہ کسی اور رویت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا پس

حج کا فریضہ

وحدتِ اقوامی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک [illegible] ذریعہ ہے۔ ویسے اس کے علاوہ اس کے اور بہت سارے فوائد ہیں اس لئے کسی کو یہ [illegible] نہ گزرے کہ اس کا یہی ایک فائدہ ہے اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں اس کی صفات کے بے شمار جلوے کارفرما ہیں۔ جہاں تک فریضۂ حج کا وحدتِ اقوامی کے ساتھ تعلق ہے یہ ایک اصولی چیز ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ شاید کسی نوعمر یا کم علم کو دھوکا نہ لگے اس لئے میں نے ضمناً یہ بات کر دی ہے۔

بہرحال

فریضۂ حج کا ایک بڑا فائدہ

اور اس کا ایک بڑا مقصد وحدتِ اقوامی کے قیام میں ممد و معاون بننا ہے۔ اور حج کا تعلق اگرچہ رویتِ ہلال سے ہے مگر یہ اس رویتِ ہلال سے ہے جو مکہ مکرمہ میں رونما ہو۔

دوسری چیز میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سارے کے سارے علماء اور فقہاء (یعنی مختلف فقہی خیالات رکھنے والے بھی) اس بات پر قریباً متفق ہیں کہ اگر کسی ملک کے ایک حصے میں چاند نظر آ جائے اور باقی سارے ملک میں چاند نظر نہ آئے اور جہاں چاند نظر آئے وہاں چاند دیکھنے والے یعنی رویتِ ہلال کی گواہی اور شہادت دینے والے معتبر اور ثقہ لوگ ہوں یعنی ان پر اعتبار کیا جا سکتا ہو تو امام وقت یا حاکمِ وقت یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ سارا ملک ایک ہی دن عید منائے گا۔ ویسے فقہاء نے روزہ کے متعلق بھی یہ کہا ہے کہ ایک ہی دن روزہ رکھا جائے گا۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جہاں تک اس (حاکمِ وقت یا امامِ وقت) کی آواز پہنچ جائے۔ یہ نہیں کہ جہاں تک اس کی آواز نہ پہنچے یا اس علاقے میں اگلے دن چاند نظر آئے۔ تو وہ بھی اس کے مطابق پہلا روزہ رکھیں گے۔ یہ میں ضمناً اس وقت روزہ کی بات کر رہا ہوں کیونکہ یہ مسئلہ بھی بیچ میں آ گیا ہے یعنی جہاں تک آواز پہنچے

امامِ وقت یا خلیفۂ وقت

کے کہنے کے مطابق یا اس کے فیصلے کے مطابق لوگ رمضان اور عید کریں گے خواہ ان کو چاند نہ بھی نظر آئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اصولی طور پر فقہاء اس بات پر متفق ہو گئے کہ امامِ وقت رویتِ ہلال کی شہادت دینے والوں میں سے جن کی شہادت معتبر سمجھتا ہو اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا مجاز ہے خواہ کہیں چاند نظر آئے یا نہ آئے۔

تیسری بات یہ ہے کہ دنیا تو ایک گولہ ہے۔ ہماری صبح سورج کے طلوع کا وقت اور ہے اور حجاز کی صبح سورج کے طلوع کا وقت اور ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کرۂ ارض کو قریباً گول بنا کر اور اس کا ایک خاص محور مقرر کر کے اسے حکم دیا کہ اسی محور پر چکر کاٹتا ہے۔ اسی سلسلہ میں اور بہت سی چیزیں ہیں لیکن میں ان کی تفصیل میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔

بہرحال جہاں تک

طلوع و غروبِ آفتاب کا تعلق

ہے ہمارے ہاں آجکل کم و بیش چھ بجے صبح سورج نکلتا ہے ویسے تو لاہور اور ہمارے ربوہ کا بھی سات آٹھ منٹ کا فرق ہے لیکن اصولاً اگر ہمارے ہاں چھ بجے صبح سورج نکلتا ہے تو ہمارے وقت کے لحاظ سے مکہ مکرمہ میں قریباً دو گھنٹے بعد یعنی آٹھ بجے [illegible] سورج نکلتا ہے۔ اسی طرح ہمارے وقت کے لحاظ سے انگلستان میں گیارہ بجے سورج نکلتا ہے۔ اور چونکہ یورپ اور انگلستان کے وقت میں نصف گھنٹے کا فرق ہے اس لئے یورپ میں ساڑھے چار گھنٹے بعد یعنی ساڑھے دس بجے سورج نکلتا ہے۔ امریکہ اور ہمارے وقت میں قریباً بارہ گھنٹے کا فرق ہے۔ چنانچہ یہاں چھ بجے صبح سورج طلوع ہوتا ہے تو وہاں کم و بیش چھ بجے شام سورج طلوع ہوتا ہے۔ ایک معین وقت تو ویسے بھی کسی جگہ مقرر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ سردیوں اور گرمیوں میں دن چھوٹے بڑے ہوتے رہتے ہیں اس لئے ہر جگہ کا وقت علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔

پس اگر ہمارے ہاں چھ بجے صبح سورج نکلا تو مکہ مکرمہ میں آٹھ بجے نکلا۔ یورپ میں ساڑھے دس بجے نکلا۔ انگلستان میں گیارہ بجے نکلا اور امریکہ میں چھ بجے شام نکلا اور

یہ قدرتی فرق ہے

لیکن اس فرق کے باوجود ہم نے ایک تاریخ مثلاً یکم جنوری مقرر کر دی۔ اب ساری دنیا میں یکم جنوری کی تاریخ کارفرما ہے یعنی ساری دنیا میں ایک ہی دن ہے جسے ہم یکم جنوری کہتے ہیں۔ ویسے اس کے آگے اصول بنا دئے گئے ہیں یعنی سورج نکلنے کے اوقات [illegible] اختلاف کے نتیجہ میں جو مسائل پیدا ہو سکتے تھے ان کو قانونِ قدرت کی روشنی میں یا مصنوعی طور پر حل کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی سہولت کے لئے اس کائنات کی ہر چیز کی تسخیر کرے اور اسی حق کے نتیجہ میں انسان اپنی سہولت کے لئے زمین کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کو اس طرح تسخیر کرتا ہے کہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اس میں گھاس اُگا لیتا ہے۔ پس صرف مکان کی تسخیر ہی نہیں بلکہ زمان کی تسخیر بھی انسان کا حق ہے کیونکہ

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے

اس نے ہر چیز انسان کے لئے مسخر کی گئی ہے۔ چنانچہ انسان اپنی سہولت کے لئے زمانہ کو بھی مسخر کرتا ہے اسی لئے ہمارے سارے اوقات یعنی کیلنڈر وغیرہ [illegible] کچھ مصنوعی ہے یعنی جسے [illegible] نے اپنے لئے مسخر کیا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے [illegible] دنیا کے دن کی ابتداء کہاں سے ہو [illegible] دنیا تو [illegible] ایک [illegible] بہت [illegible] میں کل میں ابوالمنیر صاحب سے بات کر رہا تھا تو یہ کہنے لگے [illegible]

ہیں۔ وہاں چاند کے نظر آنے کا امکان زیادہ ہے کیونکہ ان کو آدھ گھنٹے کا زیادہ وقت مل جاتا ہے یعنی جس جگہ سورج آدھ گھنٹے بعد غروب ہوتا ہے وہاں گویا آدھ گھنٹے کا وقت اور مل گیا۔ میں نے کہا کہ جہاں سورج نے دو گھنٹے بعد غروب ہونا ہے انہیں دو گھنٹے کا وقت مل گیا۔ اس طرح گویا جدہ والوں کو چاند دیکھنے کا پاکستان سے دو گھنٹے زیادہ وقت مل گیا اور جو ملک جدہ سے تین گھنٹے مغرب میں ہیں وہاں جدہ کی نسبت سے تین گھنٹے زیادہ اور ہماری نسبت سے پانچ گھنٹے زیادہ وقت مل گیا۔ اور امریکہ ہم سے مغرب میں ہے جہاں کے وقت کا فرق بارہ گھنٹے ہے اس لئے امریکہ والوں کو بارہ گھنٹے کا زیادہ وقت مل گیا۔ اور امریکہ سے آسٹریلیا مغرب میں ہے تو آسٹریلیا میں رہنے والوں کو اس سے بھی زیادہ وقت مل گیا۔ پھر آسٹریلیا سے برما زیادہ مغرب میں ہے اس لئے برما میں رہنے والوں کو اس سے بھی زیادہ وقت مل گیا۔ اور برما سے پاکستان مغرب میں ہے اس لئے پاکستان کو اس سے بھی زیادہ وقت مل گیا۔ پس یہ دلیل تو ٹھیک نہیں بنتی اس واسطے انسانی عقل نے اس کو توڑا ہے یعنی

وقت کو بھی انسان نے مسخر کیا ہے

لیکن اصل سوال یہ ہے کہ جس وقت دن کی ابتدا کس جگہ سے مقرر کر دی گئی ہے یعنی یہ اصول بنا دیا گیا ہے کہ اتنی ڈگری پر سے دن شروع ہوگا اور پھر اس کے مطابق دن کے اوقات کا چکر چلتا جائے گا۔

میں یہ کہتا ہوں اور میرے دل میں بڑی زبردست خواہش پیدا ہوئی ہے کہ دن کی ابتدا مکہ مکرمہ سے ہونی چاہئیے اور اس سلسلہ میں عالم اسلام کو آپس میں تعاون کرنا چاہئیے۔ دنیا کی جہاں سے مرضی ہو دن کی ابتدا کرتی رہے ہم اپنے مسائل کے حل کرنے کے لئے دن کی ابتدا مکہ مکرمہ کے وقت سے کریں گے۔

ایک اور بات یہ ہے (میں اس وقت بہت ساری باتیں ایک دو تین چار کر کے بتا رہا ہوں۔ اور پھر اس کے بعد ایک نتیجہ نکالوں گا) کہ ہماری عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی اور ہمارے دل اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ

مکہ مکرمہ میں عید الاضحیہ کے موقع پر

جانوروں کی جو قربانیاں کی جاتی ہیں ہم اپنی قربانیاں ان سے ایک یا دو دن پہلے کر دیں۔ میں تو جب سوچتا ہوں تو میری طبیعت میں اس سے بڑا انقباض پیدا ہوتا ہے میرے ایک دوست میرے ان خیالات سے متفق نہیں ہو رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ کا دل یہ چاہتا ہے کہ ہم یہاں مکہ مکرمہ میں ہونے والی قربانیوں سے پہلے قربانیاں دیں وہ کہنے لگے کہ یہ تو دل نہیں چاہتا۔ پھر میں نے کہا کہ میرا یہ بھی دل نہیں کرتا کہ ہم ان کے بعد میں قربانیاں دیں بلکہ دل یہ چاہتا ہے کہ ہم بھی اسی دن ان کے ساتھ ساتھ قربانیاں دیں۔ شاید وقت کے لحاظ سے تو ایسا ممکن نہ ہو لیکن ہم پہلے بہرحال نہیں دیں گے۔ البتہ بعد میں جو قربانی دینی ہے وہ یا تو اسی دن ہو سکتی ہے یا دراصل جو

زمین کی گردش

ہے اس کے نتیجہ میں ممکن ہے اگلا دن آ جائے لیکن مکہ مکرمہ کی عید الاضحیہ سے پہلے کہیں بھی عید نہیں ہونی چاہئیے۔ اور یہ ساری تفصیل اس وقت طے ہو سکتی ہے کیونکہ سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ ہم اس کا ایک چارٹ بنا کر دے سکتے ہیں۔ اس لئے میں جس کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے نہ یہ کہ میری کوئی خوبی دیکھ کر جماعت احمدیہ کا امام بنایا ہے (میں نے یہ ساری تفصیل بتائی ہے تاکہ میں اعتماد میں لے کر آپ کو سمجھا سکوں اور مجھے امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے) یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے ساری دنیا میں تمام احمدی جماعتیں انشاء اللہ مکہ مکرمہ کی عید کے دن عید منائیں گی اور ساری دنیا کی احمدی جماعتیں یہ کوشش کریں گی کہ وہ اپنے مسائل کے حل کرنے کے لئے

اسلام کے دن کا آغاز

(یعنی جہاں ہم نے کسی نقطہ پر ہاتھ رکھ کر کہنا ہے کہ یہاں سے دن شروع ہوتا ہے) اس سورج کے طلوع ہونے سے تعلق رکھے گا جو مکہ مکرمہ کی زیارت کے لئے مشرق سے ابھر رہا ہو گا۔

جیسا کہ میں نے تمہید میں بتایا ہے ان شرائط کے ساتھ کسی ملک میں چاند کے لحاظ سے مکہ سے پہلے عید نہیں ہو گی۔ مثلاً اس دفعہ مکہ میں ۲۶ر جنوری کو عید ہوئی ہے یعنی وہاں ایک دن پہلے ہو گئی ہے۔ پس کسی جگہ مثلاً ۲۶ر سے پہلے عید نہیں ہو گی۔ اور نہ ہی مثلاً ۲۵ر سے پہلے یوم حج یا یوم عرفہ سمجھا جائے گا۔

بہرحال یوم حج کا تو حاجیوں کی عبادت کے ساتھ تعلق ہے۔ البتہ یہ عید الاضحیہ ہی ہے جس کا عام لوگوں کے ساتھ بھی تعلق ہے اگر مکہ مکرمہ میں مثلاً ۲۶ر تاریخ کو عید ہو گی تو دنیا کے کسی ملک میں احمدی ۲۵ر کو عید نہیں منائیں گے اور نہ ایک دن پہلے قربانیاں دیں گے۔ اور اس شرط کے ساتھ کہ جہاں جہاں ممکن ہو گا اور جس کی تفصیل انشاء اللہ مختلف متعلقہ کتب سے پوری طرح نکال کر ان کا ایک چارٹ بنا دیا جائے گا کہ یہ یہ ملک ایسے ہیں کہ جو اسی دن عید کر سکتے ہیں۔ ویسے عید الاضحیہ اور عید الفطر کا وقت سورج نکلنے سے زوال تک ہے۔ چونکہ

عید کی نماز کا وقت

طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک ہے۔ جب اگر کسی ملک میں طلوع اور زوال کا [illegible] حصہ مکہ مکرمہ کے وقت کے ساتھ [illegible] مناسبت رکھتا ہے یا کوئی حصہ اوورلیپ Overlap کر رہا ہو یعنی بیچ میں ملتا ہو تو اس ملک میں اسی تاریخ کو عید ہو جائے گی لیکن پہلے نہیں ہو گی۔ یہ تو میں پہلے بھی بتا چکا ہوں لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر [illegible] وقت کے لحاظ سے اس کو آگے ڈال دیں گے اور اس طرح دنیا کا ایک چکر ہو جائے گا۔ گویا یا تو اسی دن عید ہو گی یا سورج کے طلوع و غروب کے اوقات کے اختلاف کے نتیجہ میں اگر اس دن ممکن نہ ہو تو اس کے ساتھ جب بھی قریب ترین زمانہ میں ممکن ہو گا اس میں عید ہو گی اور یہ وقفہ غالباً ایک دن سے آگے نہیں جائے گا۔ اور میرے کہنے کا یہی مطلب ہے کہ

ہر جگہ ایک ہی دن عید ہو گی

اس واسطے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کی رو سے انسان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ اسلام کے غلبہ کے لئے قربانی دینے کے سلسلہ میں انسانی طاقت کی انتہا یہ ہے کہ اگر جان کی قربانی مانگی جائے تو جان قربان کر دی جائے۔ اس سے بڑھ کر کوئی جان سے اور کچھ نہیں مانگا جائے گا۔ اگر اموال کی ضرورت ہو تو جتنا مال مانگا جائے یا جتنے مال کی تم ضرورت سمجھتے ہو اور دے سکتے ہو وہ تم دے دو۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک وقت میں یہ سمجھا کہ اس وقت

اسلام کو میرے سارے مال کی ضرورت ہے

اس سمجھ کے ساتھ اگر وہ کچھ رکھ لیتے تو گنہگار ہو جاتے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا سارا مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا کہ اس وقت اسلام کے غلبہ کے لئے اور اسلام کی مہم کے سلسلہ میں ان سے جن قربانیوں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اس کے لئے نصف مال کی ضرورت ہے تو انہوں نے اپنا نصف مال لا کر رکھ دیا۔ اگر وہ نصف سے ایک دھیلہ کم لے کر آتے تو وہ گنہگار ہو جاتے کیونکہ ان کا ضمیر یہ فیصلہ کر رہا تھا کہ اس وقت اسلام تم سے نصف مال مانگ رہا ہے۔ اور وہ اپنی ضمیر کی آواز کے خلاف نصف مال سے کم لے آتے لیکن بعض دفعہ کہنا پڑتا ہے کہ سارا مال دے دو۔ چنانچہ ایک جنگ کے موقع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ جس کے پاس کھانے پینے کی جو بھی چیز ہے وہ لا کر ایک جگہ جمع کر دے۔ چنانچہ جس کے پاس تین سیر کھجور تھی اس کے لئے بھی ایک مقررہ مقدار میں راشن مقرر کر دیا گیا

غرض قربانی کا مطالبہ حالات پر منحصر ہے اگر اسلام کے غلبہ کی مہم ہم سے اس وقت ہماری ساری زندگی کا مطالبہ کرتی ہے تو ہمیں

اپنی ساری زندگی وقف کر دینی چاہئیے

میں نے بتایا ہے کہ ایک جان کی قربانی ہوتی ہے اور ایک زندگی کی قربانی ہوتی ہے۔ پس اگر جان کی قربانی کی ضرورت ہے تو تم جان دے دو۔ اگر زندگی کی قربانی کی ضرورت ہے تو تم زندگی قربان کر دو۔ اگر مال کی ضرورت ہے تو تم مال دے دو۔ اگر اولاد کی قربانی کی ضرورت ہے تو تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی اولاد کو خدا کی راہ میں قربان کر دو۔ اور اگر وحدتِ اقوامی کے قیام کے لئے ایک دن عید الاضحیہ منانے کی ضرورت ہو (جیسا کہ یہ زمانہ آ گیا ہے) تو تم سب بشاشت کے ساتھ اس دن عید مناؤ لیکن چونکہ قانونِ قدرت میں زمین کی شکل اور اس کے محور کو جس طرح خدا تعالیٰ نے چاہا ہے بنایا ہے اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس قانون کے مطابق تفاصیل طے کر کے ان کا اعلان بعد میں کرنا پڑے گا۔ لیکن اس کے نتیجہ میں یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ ایک دن عید نہیں ہوئی کیونکہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کی رو سے عید ایک ہی دن ہو گی۔ اور یہ بڑی عید یعنی عید الاضحیہ کا ذکر ہو رہا ہے جو مکہ مکرمہ کی عید کے ساتھ مطابقت کھائے گی۔

پس فقہاء کے کہنے کے مطابق کہ اگر قرائن (جو کہ Understood انڈرسٹوڈ یعنی معلوم ہیں) کی رو سے جتنے آدمیوں کی ضرورت ہے وہ یہ گواہی دے دیں کہ چاند نظر آ گیا ہے تو اگر یہ معتبر آدمی ہیں اور ان کی رویت پر اعتبار کیا جا سکتا ہے تو ان کے کہنے کے مطابق ایک جگہ چاند دیکھنے پر حاکمِ وقت یا امامِ وقت سارے ملک کو عید منانے کے متعلق کہہ سکتا ہے۔

اس لئے یہ عاجز بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے

جماعت احمدیہ کا امام

بنایا ہے (گو یہ جماعت دنیا کی دھتکاری ہوئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں معزز ہے) یہ اعلان کرتا ہے کہ اس کے وہ بھائی جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور جو معتبر ہیں اور جن کی شہادت قابل قبول ہے اور وہ دنیوی معاملات میں سچ بولنے والے اور

صداقت کو اختیار کرنے والے

ہیں، مکہ مکرمہ میں ان کی جو رویت ہوگی اس رویت کو صحیح قرار دیا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس کے مطابق ایک ہی دن یعنی مکہ مکرمہ کی عید الاضحیہ کے دن ساری دنیا میں احمدی جماعتیں عید الاضحیہ منائیں گی۔

اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور وہ ہمیں وحدتِ اقوامی کی مہم میں انتہائی کوششیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدا کرے کہ مکہ مکرمہ پر جو پہلے سے بھی زیادہ ذمہ داری پڑ گئی ہے وہ اسے نباہ سکے۔ کیونکہ پہلے انہوں نے اپنے علاقہ کی ضرورتوں کے مطابق کوئی انتظام کیا ہوا تھا اب انہیں ساری دنیا کو سامنے رکھ کر انتظام کرنا پڑے گا۔ اب دنیا کے تمام ممالک کے ایک حصہ کی طرف سے ان سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ انہیں وقت پر اطلاع دیں تاکہ اس کے مطابق عید الاضحیہ منانے کی تیاری کریں

گو مجھے ذاتی طور پر علم نہیں لیکن میں نے سنا ہے کہ حکومتِ حجاز بعض دفعہ چاند نکلنے کے دو تین دن اور بعض دفعہ چار دن کے بعد اعلان کرتی ہے کہ کس دن چاند ہوا۔ اور کونسا دن حج کا ہے۔ لیکن اب ساری دنیا کے احمدیوں کی ان سے یہ درخواست ہوگی کہ وہ

عید الاضحیہ کے چاند کا اعلان

۲۴ گھنٹے کے اندر اندر کر دیں تاکہ اس تاریخ کے مطابق ساری دنیا کی احمدی جماعتیں عید الاضحیہ منانے کا انتظام کر سکیں

لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے زمین کی جو گردش ہے اس کے لحاظ سے ہمیں ایک دن مختلف شکلوں میں بنانا پڑے گا۔ تاہم عرفِ عام میں اور ہماری اپنی سوچ بچار میں وہ ایک ہی دن سمجھا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے جس طرح کہ یکم جنوری ۱۲ گھنٹے کے فرق کے باوجود پاکستان اور امریکہ میں ایک ہی تاریخ کہلاتی ہے۔ آپ نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ یہ دو تاریخیں ہو گئی ہیں۔ حالانکہ ایک ملک میں سورج صبح چھ بجے طلوع ہوا اور دوسرے میں اسی پہلے ملک کے وقت کے لحاظ سے شام کے چھ بجے طلوع ہوا لیکن دونوں جگہ یکم جنوری کی تاریخ کہلاتی ہے۔ کیونکہ عملاً دونوں جگہ یکم جنوری کی تاریخ کارفرما ہے اور ہم نے اپنے تمام مسائل اور کاموں میں یکم جنوری شمار کی ہے۔

پس ہم عید الاضحیہ کے ایک ہونے کی ابتدا کر رہے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عید کے ساتھ اپنی عید کو باندھتے ہیں ان تمام شرائط کے ساتھ جو قانونِ قدرت نے ہم پر عائد کی ہیں۔

تمام دنیا کی احمدی جماعتیں

ایک دن عید الاضحیہ منایا کریں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس میں برکت ڈالے۔

میری ایک اور بشارت دنیا کے تمام ممالک سے یہ ہے کہ وہ اس وقت دن کی ابتداء یعنی اس کرۂ ارض کے دن کی ابتدا ایک نقطہ جسے زیرو پوائنٹ کہتے ہیں اس سے کرتے ہیں مگر میرے خیال میں یہ نقطہ مکہ مکرمہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اُمّ القریٰ ہے۔ وہ تمام بستیوں کی ماں ہے، پس یہ وہ زیرو پوائنٹ اور مرکزی نقطہ ہے جہاں سے دن شروع ہوگا۔ کیونکہ ہمیں یہ پختہ یقین ہے کہ انشاء اللہ

اسلام ساری دنیا پر غالب ہوگا

اور پھر پہلے سے بنے ہوئے یہ فارمولے منسوخ کر دیئے جائیں گے اور پھاڑ کر ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیئے جائیں گے۔ اور انشاء اللہ ایک دن وہ وقت بھی آجائے گا کہ ساری دنیا کا دن مکی دن سے شروع ہوگا۔ اور اسی کے مطابق ہماری گھنٹیاں ہوں گی۔ اور ہمارے مسائل حل ہوں گے۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد طلوع ہو۔ اور خدا کرے کہ وحدتِ اقوامی کے لئے ہماری یہ کوشش بارآور ہو۔ میں نے رات کو بڑی دعا کی کہ اے میرے خدا! مجھ سے کوئی غلط فیصلہ نہ ہو جائے۔ اس لئے میں نے یہاں ساری چیزیں کھول کر بیان کر دی ہیں کہ ہم آئندہ سے یہ عید الاضحیہ یعنی قربانیوں کی عید حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فارمولے کے مطابق منائی تھی اس کے مطابق منائیں گے یعنی مکہ مکرمہ میں جس

فارمولے کے مطابق

عید الاضحیہ منائی جاتی ہے اس کے مطابق عید منائیں گے۔ خدا تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے اور ہماری طاقتوں میں اضافہ فرمائے اور جو اس کی شرائط قانونِ قدرت یا قانونِ شریعت میں ان کے مطابق جس طرح ہم دوسرے کاموں کے لئے مختلف وقتوں میں سورج کے طلوع اور غروب کے اختلاف کے باوجود ایک دن مقرر کر دیتے ہیں اسی طرح ہم عالم اسلامی کے لئے یا بعد میں دوسرے درجہ پر عالم انسانی کے لئے مکہ مکرمہ سے طلوع ہونے والے دن سے ساری دنیا کے دنوں کو باندھیں اور خدا کرے کہ اس طرح وحدتِ اقوامی کا دن قریب سے قریب تر آجائے۔ اللّٰھم آمین۔

(حضور جب خطبہ ثانیہ پڑھنے لگے تو فرمایا)

یہی دعائیں شروع میں بھی پڑھ چکا ہوں وہ طوعی تھی۔ اب سنت کے مطابق اس کو دہرا رہا ہوں۔

چنانچہ خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:-

اب میں دعا کراؤں گا۔ سب دوست دعا کریں کہ دنیا میں جو اس وقت انقلاب آ رہا ہے کبھی وہ ہماری سمجھ میں آتا ہے اور کبھی وہ بات ہماری سمجھ سے دور ہو جاتی ہے۔ ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

ان تمام تبدیلیوں اور انقلابات کے نتیجہ میں ایسے حالات پیدا کر دے کہ غلبۂ اسلام کے دن قریب سے قریب تر ہوتے چلے جائیں۔ آؤ اب ہم دعا کر لیں۔

اجتماعی دعا کے بعد حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ سب کے لئے قربانیوں کی اس عید کو بہت بہت مبارک کرے ✦

وصیّتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اخبار میں اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت کے متعلق کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر وہ اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۸۴۷۔ منکہ عبد اللطیف سندھی ولد عبد الرحیم صاحب سندھی قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۷۲-۲-۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے۔ میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں۔ مجھے مبلغ ۔/۹۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں اپنی اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس آمد کے علاوہ مجھے اور آمد ہوگی تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد عبد اللطیف سندھی ولد عبد الرحیم سندھی بقلم خود ۷۲-۲-۱۹۔ گواہ شد محمد نعمان کلرک دفتر بہشتی مقبرہ ۷۲-۲-۱۹ گواہ شد محمد احمد خاں کلرک دفتر بہشتی مقبرہ قادیان ۷۲-۲-۱۹

وصیّت نمبر ۱۳۸۵۰۔ منکہ جہاں آرا ناز اہلیہ مسعود عالم صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن بھاگلپور ڈاکخانہ وضلع بھاگلپور بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۷۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری ماہوار آمدنی کچھ نہیں۔ میرا حق مہر مبلغ چار ہزار روپیہ بذمہ خاوند ہے اس کے علاوہ میرے پاس یہ زیورات ہیں:- (۱) سونے کا کنگن ایک جوڑا وزن تقریباً تین تولہ (۲) گلے کا ہار سونے کا وزن تقریباً چار تولہ (۳) کان کا جھمکہ سونے کا ایک جوڑا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ (۴) ٹکہ سونے کا وزن ایک تولہ (۵) سونے کی چار عدد انگشتریاں وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ۔ کل زیورات کا وزن گیارہ تولہ۔ قیمت اندازاً تین ہزار روپیہ ہے۔ ان سبھوں کا دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری جو جائداد آئندہ ہو گی اس وصیت کا اطلاق اس پر بھی ہوگا میں انشاء اللہ کم از کم پچیس روپیہ سالانہ حصہ جائداد سے ادا کرتی رہوں گی۔

الامۃ جہاں آرا ناز اہلیہ مسعود عالم صاحب بی۔ ڈی۔ او سہسرام ضلع شاہ آباد بہار

گواہ شد۔ مسعود عالم موصی نمبر ۱۲۷۳۹ خاوند موصیہ۔ گواہ شد محمد عارف حسین محلہ آڈہ گرنسرائے سہسرام ضلع آرہ بہار

نئے سال کیلئے درویش فنڈ کے وعدے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قربانی کا جذبہ رکھنے والے احباب کی طرف سے اگلے مالی سال یعنی ۷۳-۱۹۷۲ء کے لئے درویش فنڈ کے وعدے موصول ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ ان گرانقدر وعدوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام پر لبیک کہنے اور اپنے درویش بھائیوں کے ساتھ محبت واخوت کا اظہار کرنے کا کتنا قابل قدر جذبہ مخلصین جماعت کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ نظارت ہذا ان سب کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہوئے ان دوستوں سے بھی جن کے وعدے ابھی نہیں آئے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق جلد وعدے ارسال کر کے ممنون فرمائیں

ناظر بیت المال آمد قادیان

اِنسان کی بُنیادی ضُروریات اسلام کی روشنی میں

تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۲ء

قسط اوّل

حضرات! ایک وقت تھا کہ دنیا دو حصوں میں تقسیم تھی (۱) یورپ کا سفید فام حصہ (۲) ایشیا و افریقہ کا سیاہ فام حصہ۔ پہلا حصہ حاکم تھا تو دوسرا حصہ محکوم۔ نیز پہلا حصہ علم و دولت کا سرچشمہ تھا تو دوسرا حصہ جہالت و افلاس کا مرکز تھا۔ یورپ کے سفید فام حصہ نے ایشیا اور افریقہ کے سیاہ فام حصہ کو محکومیت اور غلامی کی زنجیروں میں ایسا جکڑا ہوا تھا کہ اسے قریباً بنیادی حقوق اور ضروریات سے محروم کیا ہوا تھا۔ اپنی آزادی، اقتدار اور عیش و عشرت کے نشہ میں سرشار ہو کر اپنے محکوموں کے ساتھ حقارت آمیز سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ ان محکوموں کی آواز بلکہ چیخ و پکار کا بھی کوئی اثر نہ تھا۔ انسانی حقوق کے قیام کے مطالبہ کو نہ صرف ٹھکرا دیا جاتا تھا بلکہ سختی سے دبا دیا جاتا تھا۔

مگر جنگِ عظیم دوم کے بعد حالات بدل گئے ہیں۔ اقدارِ حیات اور اصولِ اقتصادیات میں ہلچل اور زبردست ذہنی ردّعمل ہوا ہے اندازِ فکر بدل گیا ہے۔ ایشیا جاگ پڑا ہے مشرقِ ادنیٰ سے لے کر مشرقِ بعید تک سب ممالک بیدار ہو گئے ہیں۔ استعماری طاقتیں متزلزل ہیں۔ وہ ملک جو فخراً کہا کرتے تھے کہ ہماری سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا اب ایسا انقلاب آیا ہے کہ نوآبادیوں کا نظام ختم ہوا۔ ان کی سلطنت یورپ کے مغربی حصہ میں محدود ہو کر رہ گئی۔ جن پر اب ان کی سلطنت پر سورج طلوع ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔

افریقہ میں بھی آزادی کی ایسی لہر اٹھی ہے کہ اس کی ریاستوں نے یکے بعد دیگرے غیر ممالک کی غلامی کا جوا اتار پھینکا ہے۔ امریکہ امداد دے کر ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے تو روس اپنے اثر و رسوخ کا افریقہ پر اثر ڈالنے میں سرگرداں ہے۔ مگر وہ نفوذ کی برابر کوشش کر رہا ہے۔ جمہوریت و اشتراکیت کا شکنجہ غالباً اب دنیا کی سیاہ فام اقوام کے ہاتھ میں ہے۔

سائنس کی حیرت انگیز ترقی

اس زمانہ میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ تیز سواریوں، ہوائی جہازوں اور راکٹوں کی ایجاد کی وجہ سے فاصلے کم ہو گئے ہیں۔ دنیا جلد جلد ایک ہو رہی ہے ہم اور دنیا میں ایک دوسرے سے قریب ہوتے ہیں۔ اہم مسائل کو باہمی مل جل کر حل کرنا ہوگا

اور حقیقی اخوت سے رہنا ہوگا۔ اور دنیا کے تمام انسانوں کو خواہ وہ کسی رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہوں، بنیادی حقوق سے سرفراز کرنا ہوگا کیونکہ وہ زمانہ اب گیا جب رنگ و نسل کے نام پر کسی ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگوں کو دبا لیتے تھے۔ یا مذہب کے نام پر دوسرے لوگوں کی آزادی کو چھین کر ان پر ظلم و ستم روا رکھا کرتے تھے۔ وہ انسان جو اس دنیا میں خدا تعالیٰ کا نائب یا جانشین اور اشرف المخلوقات کہلاتا ہے کچھ اقتدار پسند لوگ اسے اس کے مقام سے گرا کر غلام بنا کر اس کی تذلیل و تحقیر کرتے اور اس کے بنیادی حقوق کو پامال کرتے تھے۔ یہ ترقی کا زمانہ ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے انسان کی بنیادی ضروریات اور ان کے باحسن وجوہ پورا کرنے کا مطالبہ دنیا کے ہر گوشہ اور ملک میں نمایاں صورت میں نظر آ رہا ہے

انسان کے حقوق اور بنیادی ضروریات

تمام مخلوقات میں انسان تخلیق کا شاہکار ہے۔ اسی لئے وہ اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اسے اعلیٰ درجہ کے قوٰی، عقل و سمجھ اور صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں جس کی وجہ سے وہ دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے۔ وہ اسی عقل و سمجھ کے بل بوتے پر فرش سے اڑ کر فضاؤں کی سیر کرتا اور چاند پر قدم جماتا پھر رہا ہے۔ مگر اس کے مقابل پر دوسرے حیوانات عقل و سمجھ اور ترقی کے اسی مقام پر ہیں جہاں پر وہ پہلے تھے

آزادی انسان کا فطری اور پیدائشی حق ہے کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے کی آزادی کو چھین لے اور اسے غلام بنائے۔ کیونکہ جبر و ستم سے اس کے جسم پر تو قابو پایا جا سکتا ہے اس کے دل و دماغ پر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم کو ظلم و ستم کر کے قید و بند اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جونہی اس غلام قوم کو موقع ملا اس نے غلامی کی زنجیروں کو توڑا اور آزادی کی فضا میں سانس لینا شروع کر دیا۔ اقوامِ عالم کی تاریخ اس پر شاہد ناطق ہے۔

انسان چونکہ فطرتاً مدنی الطبع بھی ہے یعنی طبعاً اور فطرتاً مل جل کر رہنے کا عادی ہے اس لئے ایسے ضابطے اور قانون کی ضرورت ہمیشہ موجود رہی ہے جس کی وجہ سے انسان

محبت و انس کی فضا میں زندگی بسر کر سکیں اس طرح پہلے خانگی اور عائلی زندگی کے قانون، پھر خاندانی زندگی سے گاؤں اور بستی کی زندگی کے ضابطے اور پھر ملکی اور بالآخر بین الاقوامی زندگی بسر کرنے کے لئے قوانین اور ضابطوں کی بنیاد پڑی۔ مقصد ان قوانین اور ضابطوں کا یہی تھا اور ہے کہ تمام دنیا میں بسنے والے انسان آزادانہ، مساویانہ اور بھرورانہ پُرامن زندگی بسر کر سکیں

بُنیادی ضروریات

انسان کی زندگی و بقا کے لئے کھانے پینے کی اشیاء کا میسر ہونا ازبس ضروری ہے اور موسموں کے تغیر و تبدّل کے پیش نظر۔ سطح زمین پر رہنے اور سر چھپانے کے لئے اسے کسی پناہ گاہ یعنی مکان کی ضرورت ہے نیز سردی گرمی سے بچنے، حفاظت و حیات اور ستر پوشی کے لئے لباس کی ضرورت ہے الغرض غذا، پانی، مکان اور لباس انسان کی بنیادی ضروریات ہیں۔

اسی طرح بیماریوں کے وقت علاج معالجہ اور علم کے حصول اور ترقی کو بھی ضمنی بنیادی ضروریات میں شمار کیا گیا ہے۔

آجکل دنیا میں کتنے ازم اور نظام ہیں جو انسان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کی یقین دہانی دلا کر سیاسی اقتدار و نفوذ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کمیونزم نے ان بنیادی ضروریات کو مہیا کرنے اور پورا کرنے کے نظام کو بروئے کار لانے کے لئے مذہب اور مذہب کے نقطۂ مرکزی خدا تعالیٰ کی ہستی کا ہی انکار کر دیا۔ اور اخلاقی اقدار کی اہمیت کو بھی نظر انداز کر دیا۔ اس وقت کمیونزم اور اس کے مشابہ نظام صرف مادی پہلوؤں پر زور دیتے ہیں۔ مگر انسانوں کے روحانی، اخلاقی جذبات و احساسات سے غافل ہیں۔ حالانکہ اقتصادی مسئلہ کو حل کرنے سے قبل انسانی جبلّت و جذبات کو درست کرنا چاہیئے اور یہی اصل جڑ اور بنیاد ہے اس کے بعد اقتصادیات اور معیشت کے مسائل ہیں۔

مذہب اور انسانی مسائل

دنیا میں اس وقت جو تمدنی، معاشرتی، اقتصادی اخلاقی اور سیاسی مسائل پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے ذہنی سکون اور قلبی اطمینان کافی حد تک متاثر ہے۔ امنِ عالم کی فضا پر فتنہ و فساد

اور جنگ و جدال کے بادل منڈلاتے ہوئے نظر آتے ہیں تو ان مسائل کو باہمی مل جل کر حل کرنا ہوگا۔ مذہب اگر ان مسائل کا حل ہے اور یقیناً مذہب ہی ان کا حل ہے تو مذہب کو انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے رنگوں، قبیلوں، نسلوں اور تمدنوں کی حدود سے بالا ہو کر عالمگیر حیثیت سے انسانیت کی بنیاد پر بولنا ہوگا۔

چنانچہ سابق راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"Nationalism and militarism are both out-moded. Humanity is the concept and international conciliation is the only method by which all problems require to be settled"

"Mail" Madras 3-11-60

کہ موجودہ عالمی مسائل کو حل کرنے کے لئے آج نیشنلزم اور فوجی کارروائی یعنی جنگ کی ضرورت نہیں۔ انسانیت کا تصور اور بین الاقوامی صلح و اتحاد کا جذبہ ہی موجودہ مسائل کو طے کرنے کے لئے بہترین حل ہے

اسی طرح مہاتما گاندھی جی فرماتے ہیں:-

"No religion which is narrow and which cannot satisfy the test of reason will survive the coming reconstruction of society in which the values will have changed and character not possession of wealth, title or birth will will be the sole test of merit"

(The Sunday Standard Bombay 30-1-1972)

کہ سوسائٹی کی تعمیرِ نو کے وقت جس میں اقدار بدل جائیں گی کوئی مذہب جو نظریاتی لحاظ سے تنگ ہوگا اور عقل و سمجھ کو مطمئن نہیں کر سکے گا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس تعمیرِ نو میں اصل بنیاد کیریکٹر اخلاقیات ہوگی نہ کہ دولت و جائداد اور کوئی خطاب یا نسلی امتیاز۔

پس ملکوں کی اصلاح و ترقی کا انحصار صرف اتحادِ عمل پر ہے اور اتحادِ عمل کی اوّلین شرط اتحادِ ذہن و فکر ہے۔ اس لئے عالمی مسائل کو حل کرنے کے لئے مشترکہ اساس "انسانیت" کی بنیاد پر سب کو سوچنا ہوگا۔ تاکہ سب عالم کو فلاح حاصل ہو۔

مذہبِ اسلام اور انسان کی بنیادی ضروریات

اسلام ایک کامل اور عالمگیر مذہب ہے۔ یہ وہ پہلا مذہب ہے جس نے رنگ و نسل، ملک و قوم اور تہذیب و تمدن کے اختلافات سے بالا ہو کر تمام دنیا کے بسنے والوں کو محض مشترکہ اساس "انسانیت" کی بنیاد پر دعوت دی ہے۔ ایک طرف مذہب کے نقطۂ مرکزی خداوند تعالیٰ کو "رب العالمین" کی حیثیت میں پیش کیا تو دوسری طرف پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو "رحمۃ للعالمین" قرار دیا۔ اور قرآنی شریعت و تعلیمات کو "ھُدًی لِّلنَّاس" تمام دنیا کے لئے ہدایت کا سرچشمہ بنا دیا جس سے تمام نسلِ انسانی بلا لحاظ رنگ و نسل اور ملک و قوم رہنمائی حاصل کر سکتی ہے۔ بانیٔ اسلام صلعم کو "اسوۂ حسنہ" قرار دے کر زندگی کے ہر شعبہ میں سے گزار کر اپنے نسلِ انسانی کے لئے ایک پاکیزہ اور کامل نمونہ بنا دیا۔ جس کی اقتدا و متابعت رحمت و برکت کا باعث ہے۔

مساواتِ انسانی

اسلام نے بین الاقوامی اتحاد کی اساس "انسانیت کو قرار دے کر تمام انسانوں میں مساوات کا اعلان فرمایا ہے

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُم مِّن
ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُم شُعُوْبًا
وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُم
عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُم۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ
خَبِیْرٌ

کہ اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت علم رکھنے والا اور بہت خبر رکھنے والا ہے۔ پس رنگوں اور نسلوں کا اختلاف محض باہمی شناخت و تعارف کے لئے ہے نہ کہ تفاخر و تکابر کا ذریعہ۔ کسی ایک رنگ و نسل کے لوگوں کو کسی دوسرے رنگ و نسل کے لوگوں پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں اعلان فرمایا

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُم
وَاحِدٌ وَّاِنَّ اَبَاکُم وَاحِدٌ اَلَا
لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَّلَا
لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَّلَا لِاَحْمَرَ
عَلٰی اَسْوَدَ وَّلَا لِاَسْوَدَ
عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی

(مسند احمد بن حنبل)

یعنی اے لوگو! یاد رکھو! کہ تمہارا خدا ایک ہے۔ تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ خبردار! کسی عربی کو عجمی پر یا کسی عجمی کو عربی پر کسی سُرخ رنگ والے کو کالے پر اور کسی کالے کو کسی سُرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ ہاں البتہ فضیلت کا باعث تقویٰ ہے (جو متقی ہوگا وہی معزز و مکرم ہوگا)

اخوتِ انسانی

مذہب اسلام کے ان واضح احکامات و اعلانات نے رنگ و نسل اور ملکی و قومی امتیازات کو ہمیشہ ہمیش کے لئے مٹا دیا اور اخوتِ انسانی کو قائم کر دیا۔ اس عالمگیر اخوت کی مثال جس کی بنیاد محبت پر ہو دُنیا میں کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام نے انسانیت کے منتشر اوراق کو جمع کیا اور محکوم و مظلوم حصوں کو پھر خاک سے اُٹھایا اور انہیں عزت و تکریم کا مقام عطا فرمایا چنانچہ اسلام کی اِن پُرکشش تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ دربارِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں اگر ایک طرف عربی النسل قریش کے جلیل القدر اصحاب حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ وغیرہم بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں تو اسی شان اور عزت اور آزادی کے ساتھ عجمی بزرگ حضرت بلال حبشیؓ حضرت صہیبؓ رومی اور حضرت سلمانؓ فارسی اسی مجلس میں شمعِ نبوی کے پروانوں کی حیثیت میں تشریف فرما ہیں اور پھر جب نماز کا وقت آیا تو سب اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریز ہو گئے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اس عالمگیر اخوت کا سب سے بڑا مظاہرہ ہر سال حج کے موقع پر میدانِ عرفات ۹ ذی الحجہ کو ہوتا ہے جب کہ اکنافِ عالم سے آئے ہوئے لاکھوں حاجی ایک ہی قسم کا سفید لباس پہنے ایک ہی طرف رُخ کر کے بیٹھے ہوئے ایک ہی زبان میں اللّٰھم لبیک۔ لبیک لا شریک لک لبیک کا ورد کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ ہے مساواتِ انسانی کی اسلامی تعلیم، جس کا مظاہرہ حج پر ہر سال ہوتا ہے۔

اسلام مساواتِ انسانی کے ساتھ ساتھ اخوت کی تعلیم بھی دیتا ہے فرمایا:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا
بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ (حجرات ع)

کہ مومنوں کا رشتہ آپس میں بھائی بھائی کا ہے پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان، اگر وہ لڑتے ہوں تو صلح کروا دیا کرو۔

اتنا ہی نہیں بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے رہنے والے انصار اور مکہ سے آئے ہوئے مہاجرین میں باہمی مواخات کروا دی اور ہر انصاری اور ہر مہاجر اپنے بھائی کا حقیقی خیرخواہ، ہمدرد اور غمگسار تھا۔ یہ جذبۂ اخوتِ اسلامی تعلیمات کا نتیجہ تھا۔ جس نے اسلامی برادری کو "ایک خاندان" کی حیثیت دے دی۔ مسلمانوں کے سامنے بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بھی تھا کہ:۔

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ
اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ

کہ تمام مخلوق خدا تعالیٰ کے عیال یعنی بچوں کی طرح ہے پس خدا تعالیٰ کے نزدیک پیارا وہ شخص ہے جو اس کے عیال یعنی افرادِ خاندان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔

پس اسلام نے نہ صرف "مساواتِ انسانی" کی تعلیم دی بلکہ مزید برآں "عالمگیر اخوت" کا جذبہ بھی پیدا کیا۔ جس کے نتیجہ میں شرفِ انسانیت اور احترامِ آدمیت کا پاکیزہ جذبہ پیدا ہوتا ہے جو جذبہ آج دنیا میں مفقود ہے اور اسی نفسا نفسی کے عالم میں دنیا اسی جذبہ کے پیدا کرنے اور حصول کے لئے سرگرداں و پریشان ہے

آزادی

ہر انسان فطرتاً آزاد پیدا ہوا ہے۔ آزادی اس کا پیدائشی حق ہے۔ کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ اس کی اس آزادی کو سلب کرے اور غلام بنائے۔ ہاں البتہ اگر مومنوں پر کبھی خونریز جنگ مسلط کر دی جائے اور مدافعت کی صورت میں میدانِ جنگ میں ظالم گروہ کے لڑنے والے افراد کو قیدی بنانا پڑے تو یہ امر جائز ہوگا۔ بغیر خونریز جنگ کے قیدی پکڑنے ناجائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی
حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ (انفال ع ۹)

کہ کسی نبی کی شان کے شایان نہیں کہ وہ قیدی بنائے جب تک کہ وہ ملک میں خونریزی نہ کرے یعنی دشمن کے حملہ کے نتیجہ میں وہ خونریزی پر مجبور ہو جائے تو پھر قیدی بنائے ورنہ نہیں۔ پھر ان جنگی قیدیوں کے بارہ میں بھی فرمایا:۔

فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً (محمد ع)

کہ اگر سہولت اور مصلحت ہو تو ان جنگی قیدیوں کو بھی احسان کر کے چھوڑ دو۔ یا تاوانِ جنگ کے لئے رہا کر دو۔

اسلام اور انسدادِ غلامی

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے وہ نہیں چاہتا کہ جبر و تشدد سے کسی کے جسم پر قبضہ کیا جائے وہ اپنی پاکیزہ اور من موہنی تعلیمات کے ذریعہ لوگوں کے قلوب کو فتح کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ غلامی کے سخت خلاف ہے۔ اسلام سے قبل غلامی کا ایک رواج، جو انسانیت پر ایک بدنما داغ تھا مختلف ملکوں میں، خود عرب میں پایا جاتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرتِ صحیحہ نے اس رواج کو قبول نہ کیا۔ اپنی بعثت سے قبل ہی جونہی آپؐ کو غلاموں پر اختیار حاصل ہوا ان کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کے بعد اپنے سارے غلام اور دولت آپؐ کے سپرد کر دی تو آپؐ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ حضرت زیدؓ بن حارث آپؐ کے آزاد کردہ غلام ہی تھے جو ہمیشہ ہمیش کے لئے حضورؐ کے غلامِ در بن کر رہ گئے۔ اور اپنے والدین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی۔ اس پر آنحضرت صلعم نے یوں اظہارِ خوشنودی فرمایا کہ ان کو زید بن محمد بنا لیا۔ اور اسلام میں متبنّیٰ بنانے کی رسم کو جب ختم کر دیا گیا تب بھی زیدؓ بن حارث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح عزیز رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآنی تعلیمات کے نزول کے بعد تو "فَکُّ رَقَبَۃٍ" غلاموں کی آزادی صحابہ کرامؓ کا خدا تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے محبوب طریق کار بن گیا۔ اور ہزاروں غلاموں کو آزاد کر دیا گیا۔ اسلام نے بھی مختلف گناہوں اور غلطیوں کا اصلاحی کفارہ غلاموں کی آزادی ٹھہرایا۔ بہرحال اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عرب میں رائج شدہ غلامی آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی۔ غلاموں نے داخلِ ایمان و اسلام ہو کر مساوات اور اخوت کا مقام حاصل کیا۔ انسانیت کو اتنا شرف حاصل ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت بلالؓ حبشی (جو آزاد کردہ غلام ہی تھے) کو سیدنا بلالؓ کہہ کر پکارتے تھے۔ پس اسلام نے انسان کی آزادی کے پیدائشی حق کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ جو انسان اس آزادی کی نعمت و دولت سے محروم تھے ان کو بھی آزادی کی نعمت سے سرفراز کیا اور دنیا سے غلامی کا قلع قمع کرنے کی ہر ممکن صورت اختیار کی محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اس بارہ میں تاریخ انسانی کا درخشندہ باب ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ
وَسَلِّمْ۔ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(باقی)

۲۷ اپریل کا بدر
سیرۃ النبی صلعم نمبر
ہوگا
ایڈیٹر و مینیجر

یومِ مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تقریب پر

مختلف جماعتہائے احمدیہ کے کامیاب جلسے

جماعت احمدیہ بنگلور

مورخہ ۲۶؍۳ کو بعد نماز عصر "دار الفضل" بنگلور میں جلسہ یوم مسیح موعود کا آغاز زیر صدارت عزیزم بی ایم نثار احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزم بی ایم خلیل احمد صاحب نے کی اور نظم مکرم و محترم الحاج بی ایم عبدالرحیم صاحب صدر جماعت نے درثمین سے سنائی۔ مکرم جی ایم عنایت اللہ صاحب نسیم نے جلسہ کی غرض و غایت اور اہمیت پر تقریر کرتے ہوئے حضرت اقدس کے بعض الہامات پیش کر کے حضور کے اس اعلان کو دہرایا کہ دنیا کی تمام مخلوق اور تمام مذاہب کے علماء کی اسلام کے قبول کرنے میں ہی نجات ہے اور اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔

عزیزم محمد ظفر اللہ نے "آمد مسیح موعود کی علامات" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے متعدد حوالے پیش کئے اور مسیح موعودؑ کے ذریعہ کسر صلیب پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے لکڑی اور پتھر کی صلیب توڑنا مراد نہیں بلکہ صلیبی عقیدہ کا بطلان مراد ہے۔ تاکہ صلیب بنانے اور لٹکانے والے خود اپنے اپنے ہاتھوں سے اپنی اپنی صلیب توڑ دیں اور یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے۔

مکرم سید عبدالرزاق صاحب نے صداقت مسیح موعود پر تقریر کرتے ہوئے بعض ایمان افروز باتیں بیان کیں اور حضرت اقدسؑ کے چند برجستہ اشعار سنا کر مجلس کو گرما دیا۔ مکرم محمد حفیظ اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات سنائے۔ خاکسار نے صداقت مسیح موعودؑ پر تقریر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ مثیل موسیٰ آنحضرت صلعم کی غلامی کے باعث حضرت موسیٰ سے افضل تھے۔ بعدہٗ مکرم عنایت اللہ صاحب نسیم نے ظہور مسیح موعود کی علامت کے طور پر کسر صلیب کو پیش کیا اور بتایا کہ عیسائیوں کی اپنے مذہب سے بیزاری اس کا بیّن ثبوت ہے جو جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں پیدا ہو رہی ہے۔ مکرم محمد حفیظ اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی آمد کی غرض" بیان کرتے ہوئے آپؑ کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ آپؑ نے سچی توحید کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

پروگرام کی آخری تقریر صدر جلسہ عزیزم بی ایم نثار احمد صاحب نے "صداقت مسیح موعودؑ" کے عنوان پر کی۔ حضرت مسیح موعودؑ پر اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا ذکر کرتے ہوئے پیشگوئی لیکھرام پر خصوصیت سے روشنی ڈالی۔

سیکرٹری تبلیغ نے احباب کا شکریہ ادا کیا اور صدر جماعت بنگلور نے دعا کرائی۔ بعد نماز مغرب حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔

خاکسار مرزا عبدالرحمٰن بیگ سیکرٹری تبلیغ بنگلور

جماعت احمدیہ کلکتہ

مورخہ ۱۹ر مارچ کو مسجد احمدیہ میں ایک جلسہ "یوم مسیح موعود" منعقد ہوا یہ جلسہ زیر صدارت الحاج حکیم محمد دین صاحب مبلغ صبح ۹½ بجے شروع ہوا۔ مکرم منیر احمد صاحب بانی نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ عزیز محبوب الرحمٰن ابن مکرم مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی مرحوم نے ایک بنگلہ نظم اور جناب بشیر الدین صاحب نے اردو نظم سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ خاکسار نے ایک تقریر بعنوان "معجزات مسیح موعود" کی۔

جناب نصیر احمد صاحب بانی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم سنائی۔ بعدہٗ مکرم مولوی عبدالمطلب صاحب مبلغ نے ایک تقریر کی جس میں آپ نے قرآن پاک سے انبیاء کرام کا کام، ضرورت، آمد اور پھر ان کا انکار کرنے والوں کا حشر بتایا۔ عزیزم محمد عبداللہ نے ایک نظم بزبان بنگلہ سنائی۔ اور عزیزم مصلح الدین محمد سعد اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق حسنہ اور بچوں سے حسن سلوک پر ایک تقریر کی جس کو سامعین نے بہت پسند کیا۔

اس کے بعد ق... الرحیم مکرم ماسٹر مشرف علی صاحب ایم اے نے ایک تقریر بنگالی زبان میں کی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ کسی قوم کو عذاب نہیں دیتا تاوقتیکہ اسے باخبر کر دے۔ چنانچہ موجودہ زمانہ میں جو کچھ پریشانیاں اور دشواریاں عذاب بن کر نازل ہو رہی ہیں ان کے متعلق بھی یقیناً اللہ تعالیٰ نے خبر کر دی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی ایسی پیشگوئیوں کا تفصیلی ذکر کر کے آپؑ کی صداقت ثابت کی۔ بعدہ مکرم حبیب الرحمٰن صاحب نے ایک نظم نہایت خوش الحانی سے سنائی۔

جناب عبدالحمید صاحب جگو آف مارشس نے ایک تقریر انگریزی میں کی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی روشنی میں آپؑ کی صداقت ثابت کی۔ ایک تقریر مشہودہ عالم صاحب نے کی جس میں یہ ثابت کیا کہ ایک معمولی اور چھوٹی سی بستی سے اٹھنے والی آواز کس طرح ساری دنیا پر چھا گئی۔ اور یہی اس کے سچے اور خدائی آواز ہونے کی دلیل ہے۔ بعد ازاں محمد اقبال صاحب نے ایک نظم سنائی۔

سب سے آخر میں صاحب صدر نے حاضرین کو مخاطب فرمایا جس میں آپ نے بیان فرمایا کہ قرآن و حدیث میں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا ذکر ہے۔ اسی طرح اولیاء کرام اور بزرگان امت کے اقوال اور کتب میں بھی آپ کی آمد کی خوشخبری دی گئی ہے۔ نیز یہ کہ حضرت اقدسؑ کو خدا تعالیٰ، رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے نہایت درجہ محبت اور عشق تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی اشاعت کے لئے آپؑ کو چن لیا۔ یہ جلسہ دن کے قریباً بارہ بجے دعا کے بعد ختم ہوا۔

خاکسار فیروز الدین انور کلکتہ

جماعت احمدیہ آسنور کشمیر

مورخہ ۲۲ر امان (مارچ) بعد نماز مغرب عشا جلسہ یوم مسیح موعود زیر صدارت محترم مولانا مولوی عبدالواحد صاحب فاضل مسجد احمدیہ آسنور میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک عبدالمنان صاحب نائیک نے کی اور مکرم عبدالکریم صاحب سیکرٹری تبلیغ نے افتتاحی تقریر کی جس میں مختصراً جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ بدرالدین صاحب ڈار نے نظم پڑھی اور مکرم محمد یوسف صاحب ڈار نے "سیرت حضرت مسیح موعودؑ" کے عنوان پر تقریر کی۔

مکرم عبدالحکیم صاحب وانی نے "صداقت حضرت مسیح موعود" اور مکرم عبدالوہاب صاحب نائیک نے آپؑ کے سیرت و سوانح پر تقریریں کیں۔ تقریروں کے دوران مکرم نعمت اللہ صاحب لون قائد خدام الاحمدیہ، مکرم محمد ایوب صاحب نائیک نے نظمیں پڑھیں۔

آخر میں جناب صدر جلسہ نے ایک فاضلانہ تقریر کی اور سیر حاصل وضاحت فرمائی بعدہٗ اجتماعی دعا کروائی۔ یہ بابرکت تقریب رات ۹½ بجے بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

خاکسار ملک عبدالکریم سیکرٹری تبلیغ آسنور

جماعت احمدیہ کوریل کشمیر

مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۷۲ء کو بعد نماز مغرب جلسہ مسیح موعود علیہ السلام زیر صدارت مکرم مولانا عبدالواحد صاحب فاضل منعقد ہوا جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی جو مکرم غلام رسول صاحب بیگ نے کی۔ اس کے بعد مکرم عبدالستار صاحب نے نظم پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد مکرم عبدالاحد صاحب بیگ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پاک" کے عنوان سے تقریر فرمائی۔ پھر مکرم مولوی نور احمد صاحب فاضل نے "مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت" کے عنوان پر عمدہ رنگ میں تقریر کی۔ مکرم مولوی محمد رمضان صاحب معلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے عنوان پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے صدارتی تقریر کی اور اور بعد دعا یہ مبارک تقریب ختم ہوئی۔

خاکسار سید عبدالمجید ٹیچر سیکرٹری

جماعت احمدیہ پنکال۔ اڑیسہ

بعد نماز مغرب جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب مولوی فرقان علی صاحب صدر جماعت احمدیہ پنکال شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم عزیزم مقبول خاں نے کی اور نظم مکرم محمد سبحان صاحب نے پڑھی۔ پہلی تقریر خاکسار نے کی دوسری تقریر عزیزم مولوی عبدالحق صاحب نے کی تیسرے نمبر پر مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب ڈی ایس پی نے تقریر کی آخر میں صدر جلسہ نے تقریر کی اور بعد دعا جلسہ ختم ہوا۔ مردوں کے علاوہ مستورات بھی جلسہ میں شریک ہوئیں

خاکسار رحمت خاں نائب صدر جماعت پنکال

لجنہ اماء اللہ یادگیر

مورخہ ۲۸؍۳ کو یوم مسیح موعود کے سلسلہ میں لجنہ کا اجلاس ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے مسیح موعود کی آمد پر تقریر کی۔ مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات پڑھ کر سنائے۔ خاکسار نے "حضور علیہ السلام کی بعثت اور غلبۂ اسلام" پر تقریر کی۔ مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر تقریر کی۔ جلسہ میں ایک سو کے قریب مستورات شریک ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ تمام بہنوں کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے۔

خاکسار سلیم لجنہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ یادگیر

درخواستِ دعا

میرا لڑکا عزیز ظفر احمد میٹرک کا امتحان دے رہا ہے نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

نیز مکرم سید محمد زکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک بہت سخت بیمار ہیں۔ کامل شفایابی کے لئے بزرگان سلسلہ و افرادِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے

خاکسار لطیف الرحمٰن احمدی۔ چودہ کلاش کٹک اڑیسہ

منظوری انتخاب عہدیداران لجنہ اماء اللہ بھارت

مندرجہ ذیل عہدیداران کی اکتوبر ۱۹۷۱ء تا ۳۰ ستمبر ۱۹۷۴ء تک یعنی تین سال کے لئے منظوری دی گئی ہے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

۱۔ لجنہ اماء اللہ قادیان

صدر　محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ۔
جنرل سیکرٹری　〃 معراج سلطانہ صاحبہ
سیکرٹری مال　〃 امۃ الرحمن صاحبہ
سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ:-
گروپ نمبر۱　محترمہ عالیہ بیگم صاحبہ
گروپ نمبر۲　〃 سہیلہ بیگم صاحبہ
گروپ نمبر۳　بشریٰ بیگم صاحبہ مبشر
سیکرٹری تعلیم　محترمہ شمیم بیگم صاحبہ۔
〃 خدمتِ خلق　〃 رشیدہ بیگم صاحبہ

۲۔ لجنہ اماء اللہ سکندرآباد

صدر　محترمہ فاطمہ بائی صاحبہ فاضل الدین۔
جنرل سیکرٹری　〃 فرحت الدین
سیکرٹری مال　〃 نصرت بیگم صاحبہ۔
〃 ناصرات　〃 رحمت بیگم صاحبہ
〃 تعلیم　〃 حمیدہ بیگم صاحبہ
〃 تبلیغ　〃 عظیمہ بیگم صاحبہ
〃 خدمت خلق　〃 علیمہ بیگم صاحبہ

۳۔ لجنہ اماء اللہ یادگیر

صدر　محترمہ احمدی بیگم صاحبہ
سیکرٹری　〃 امۃ السلیم نجمہ صاحبہ
سیکرٹری مال　〃 رضیہ بیگم صاحبہ
〃 ناصرات　〃 عزیزہ بیگم صاحبہ
〃 خدمتِ خلق　〃 خواجہ بیگم صاحبہ۔

۴۔ لجنہ اماء اللہ بنگلور

صدر　محترمہ اختر بیگم صاحبہ
سیکرٹری　〃 نعیمہ شمیم صاحبہ
سیکرٹری مال　〃 وسیمہ بیگم صاحبہ
〃 تعلیم وتربیت　〃 رضیہ بیگم صاحبہ
〃 تبلیغ　〃 سلیمہ بیگم صاحبہ
〃 خدمتِ خلق　〃 عائشہ بیگم صاحبہ
〃 ناصرات　〃 زرینہ بیگم صاحبہ

۵۔ لجنہ اماء اللہ شموگہ

صدر　محترمہ حفیظۃ النساء صاحبہ
سیکرٹری　〃 خورشید بیگم صاحبہ
سیکرٹری مال　〃 بلقیس بیگم صاحبہ
نگران ناصرات　〃 عظیم النساء صاحبہ

۶۔ لجنہ اماء اللہ پنکال (اڑیسہ)

صدر　محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ۔
جنرل سیکرٹری　محترمہ رحمت بیگم صاحبہ
سیکرٹری مال　〃 طاہرہ بی بی صاحبہ
〃 تعلیم　〃 کبریٰ بیگم صاحبہ
〃 ناصرات　〃 راجاۃ بی بی صاحبہ

۷۔ لجنہ اماء اللہ کرڈاپلی (اڑیسہ)

صدر　محترمہ تبارک بی بی صاحبہ
سیکرٹری　〃 مریم بی بی صاحبہ
سیکرٹری مال　〃 نورجہاں بی بی صاحبہ
〃 تعلیم　〃 مریم بی بی صاحبہ
نگران ناصرات　〃 شریفاً بی بی صاحبہ

۸۔ لجنہ اماء اللہ کیرنگ (اڑیسہ)

صدر　محترمہ سلیمن بی بی صاحبہ
سیکرٹری　〃 زبیدہ بی بی صاحبہ
نگران ناصرات　〃 حوا بی بی صاحبہ

۹۔ لجنہ اماء اللہ پٹنہ و آرہ

صدر　محترمہ سیدہ میمونہ صاحبہ
نائب صدر　〃 عذرا شمیم صاحبہ
جنرل سیکرٹری　〃 یاسمین شمیم
سیکرٹری مال　〃 نشاط شمیم

۱۰۔ لجنہ اماء اللہ کٹک

صدر　محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ
جنرل سیکرٹری　〃 زیب النساء صدیقہ
سیکرٹری مال　〃 نجم النساء صاحبہ
〃 تعلیم　〃 قانتہ بیگم صاحبہ

۱۱۔ لجنہ اماء اللہ بھدرواہ

صدر　محترمہ نسیمہ بیگم گنائی۔
سیکرٹری　〃 نسیمہ بانو صاحبہ
〃 تعلیم وتربیت　〃 بسا بیگم صاحبہ
〃 تبلیغ　〃 سلیمہ بیگم صاحبہ
〃 مال　〃 ممتاز بیگم صاحبہ ٹیچرس
〃 ناصرات　〃 شہادت بانو صاحبہ

۱۲۔ لجنہ اماء اللہ ارکھ پٹنہ (اڑیسہ)

صدر　محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ
سیکرٹری　〃 صغریٰ بی بی صاحبہ

۱۳۔ لجنہ اماء اللہ یاری پورہ (کشمیر)

صدر　محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ
جنرل سیکرٹری　〃 امۃ اللہ بیگم صاحبہ
سیکرٹری ناصرات　〃 امۃ الباسط صاحبہ
سیکرٹری مال　محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ

۱۴۔ لجنہ اماء اللہ شورت (کشمیر)

صدر　محترمہ خاتون بیگم صاحبہ
نائب صدر　〃 راجہ بیگم صاحبہ
سیکرٹری　〃 اختر زینب صاحبہ

۱۵۔ لجنہ اماء اللہ چک ایمرچھ (کشمیر)

صدر　محترمہ صابہ جان صاحبہ

۱۶۔ لجنہ اماء اللہ امروہہ

صدر　محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ
سیکرٹری لجنہ و سیکرٹری مال　〃 رابعہ بیگم صاحبہ
سیکرٹری تعلیم　〃 جمیلہ بیگم صاحبہ
〃 ناصرات　〃 بشریٰ بیگم

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

چنانچہ دُنیا جانتی ہے خدا تعالےٰ نے حضرت امام مہدی کو عظیم الشان بشارتوں کے بعد جو موعود فرزند عطا فرمایا، فی الواقع وہ آپؑ کے بعد آپ کی بہترین یادگار بنا۔ ۱۹۱۴ء میں آپ کا دوسرا جانشین اور خلیفہ منتخب ہؤا۔ اور ۵۲ سال کا کامیاب و کامران زمانہ خلافت گزار کر اسلام کی ایسی عظیم القدر خدمات سرانجام دیں کہ اس کے کارناموں کے تفصیلی بیان کے لئے ایک الگ دفتر درکار ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ایک طرف سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم موعود مسیح کے بارے میں جس نوع کی خبر دیتے ہیں، دوسری طرف حضرت نعمت اللہ ولی کو بھی کشفی رنگ میں اس کا نظارہ دکھایا جاتا ہے۔ اور تیسرے نمبر پر جب امام مہدی ظہور فرما ہوتے ہیں تو اللہ تعالےٰ آپ کو خاص فرزند عطا فرماتا ہے۔ یہ فرزند دلبند ابھی اپنی عمر شریف کے صرف چوتھے سال میں ہوتا ہے کہ خدا کا یہ برگزیدہ بندہ بطور تاکید مزید پیشگوئی فرماتا ہے کہ وہ میری یادگار ہوگا!

چنانچہ بعد کے واقعات سے روزِ روشن کی طرح ان سب باتوں کی تصدیق ملتی ہے۔ کیسا عظیم ہے اظہار علی الغیب جو چودہ سو سال سے دُنیا کے کانوں میں پڑتا آیا۔ جس کی یاد دہانی پیشگوئی ہی کے رنگ میں چھٹی صدی ہجری میں حضرت نعمت اللہ ولی کی زبانی دُنیا کو کرا دی گئی۔ اور پھر چودھویں صدی میں خود امام مہدی کے زمانہ میں اس کی اپنی زبان سے ایسے وقت میں اعادہ کرا دیا جب وہ صرف تین سالہ بچہ تھا۔ مگر اُسی تین سالہ بچہ کو خدا نے اپنے فضل و کرم سے ایسا نوازا کہ شاندار رنگ میں اپنے مقدس باپ کی یادگار ثابت ہؤا۔ سچ فرمایا امام مہدیؑ نے ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر　　میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

قصیدے میں اور بھی بہت سی پیشگوئیاں ہیں لیکن ہم انہی پر اکتفاء کرتے ہوئے حضرت امام مہدیؑ ہی کے شعر پر اس بحث کو ختم کرتے ہیں ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں!
اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہو خوفِ کردگار

مغربی کینیا میں تبلیغِ اسلام بقیہ صفحہ (۱)

جن میں اس علاقہ کا چیف (CHEIF) سب چیف (SUB - CHEIF) کینیا میں برسرِ اقتدار حکومت پارٹی KAMU کا ایریا چیرمین خاص طور پر یہ قابلِ ذکر ہیں۔ ان سب نے اپنی مختصر تقاریر میں اسلام کے بارے میں احسن اور دلکش پیرایہ میں معلومات بہم پہنچانے پر مکرم مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ چیف نے اپنی تقریر میں احمدیہ جماعت کی تبلیغی مساعی اور خانہ خدا کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کہ احمدی مبلغ کی تقریر سن کر زندگی میں پہلی دفعہ مجھے علم ہؤا ہے کہ اسلام امن و صلح کا مذہب ہے۔ اور تمام انبیاء پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیتا ہے۔ نیز کہا کہ معزز مہمان نے اسلام کے خلاف پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا بڑی عمدگی سے ازالہ کیا ہے اور میں جماعت احمدیہ کے مبلغین سے درخواست کروں گا کہ وہ ایسے جلسے بار بار کریں اور صرف ایک مسجد نہیں بلکہ اس علاقہ میں کئی مساجد بنائیں۔

جلسہ کی کارروائی ختم ہونے پر تمام حاضرین مسجد کے دروازہ کے پاس جمع ہوئے۔ مکرم مولوی صاحب نے لمبی دعا کے بعد تالا کھول کر مسجد کا افتتاح کیا۔ اذان کے بعد ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائی گئیں۔ بعد میں تمام مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ مسجد کی افتتاحی تقریب میں کسومو مشن کی تمام احمدیہ جماعتوں کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ جن میں بعض نے سوا سو میل سے زائد کا سفر اختیار کیا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے پانچ دوستوں نے بیعت کرکے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالےٰ سب کو استقامت بخشے۔ آمین

احمدیہ صوبائی کانفرنس اُترّ پردیش

بمقام صالح نگر (ضلع آگرہ) بتاریخ ۷-۸ر اکتوبر ۱۹۷۲ء

جماعتِ احمدیہ صالح نگر و ساندھن کے مشورہ سے یہ طے پایا ہے کہ اس سال اُتر پردیش کی صوبائی کانفرنس ۷-۸ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو صالح نگر ضلع آگرہ میں منعقد ہوگی۔ ساندھن اور صالح نگر ملکانہ علاقہ میں واقع ہیں۔ یہ وہ اہم علاقہ ہے جہاں کام کرنے کے لئے آج سے پچاس سال قبل حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خُدّام کو آواز دی اور احباب کو اپنے اخراجات پر اس علاقہ میں کام کرنے کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ سینکڑوں کی تعداد میں حضور کے خدام اس علاقے میں پہنچے اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اس اہم علاقہ میں صوبائی کانفرنس منعقد کی جارہی ہے۔ احباب ابھی سے تیاری کریں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوکر اس کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

اس کانفرنس میں شمولیت کرنے پر عجائباتِ دُنیا میں سے آگرہ میں تاج محل بھی دیکھیں۔ کیونکہ صالح نگر جانے کے لئے آگرہ اُترنا ضروری ہے۔ صالح نگر: آگرہ سے صرف بیس میل کی دُوری پر آگرہ سے جگنیر و تانت پور جانے والی سڑک کے قریب ہی واقع ہے۔

احباب آگرہ شہر پہنچ کر بجلی گھر گورنمنٹ بس اسٹینڈ پر پہنچیں اور جگنیر یا تانت پور جلنے والی بس میں سفر کریں۔ آگرہ سے D. D. Inter college (دُودھا دھاری انٹر کالج) کا ٹکٹ خریدیں۔ آگرہ سے اس مقام کا کرایۂ بس لگ بھگ پونے دو روپے ہے۔

مستورات کے لئے بھی خاطرخواہ انتظام ہوگا اس لئے مستورات کو بھی ہمراہ لائیں۔ قیام وطعام کا انتظام صوبائی کانفرنس کی طرف سے ہوگا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

خاکسار: بشیر احمد انچارج مبلغ صوبہ یو۔پی

درخواست ہائے دُعا

(۱) جماعت احمدیہ یاری پورہ کے بچے اور بچیاں یونیورسٹی وغیرہ کے امتحانات دے رہے ہیں نمایاں کامیابی کے لئے نیز جماعت کے چند مخلص افراد اکثر بیمار رہتے ہیں کامل شفایابی کے لئے بزرگانِ سلسلہ و افرادِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبدالحمید ٹاک یاری پورہ

(۲)۔ خاکسار امسال پری میڈیکل امتحان میں شامل ہو رہا ہے اور نمایاں پوزیشن لینے کی صورت میں ہی آگے داخلہ مل سکتا ہے نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار میر صلاح الدین یاری پورہ (کشمیر)

منظوری عُہدیداران لجنہ اماء اللہ بھارت۔ بقیہ صفحہ (۱۱)

۱۷۔ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد

صدر	محترمہ اعظم النساء صاحبہ
نائب صدر	〃 امۃ الحفیظ صاحبہ
جنرل سیکرٹری	〃 امۃ الباری صاحبہ
نائب جنرل سیکرٹری	〃 آمنہ بیگم صاحبہ

۱۸۔ لجنہ اماء اللہ کانپور

صدر	محترمہ آمنہ خاتون صاحبہ
سیکرٹری	〃 حسن پروین صاحبہ
سیکرٹری مال	〃 گلریز بانو صاحبہ
〃 تعلیم	〃 رشیدہ سلطانہ صاحبہ

۱۹۔ لجنہ اماء اللہ کرونا گاپلی

صدر	محترمہ پی۔ کے رابعہ بی بی صاحبہ
سیکرٹری لجنہ	〃 اے۔ آمنہ بی بی صاحبہ

نوٹ: — جن لجنات نے ابھی تک اپنی لجنہ کا انتخاب نہیں کروایا وہ مہربانی کرکے جلد از جلد اپنی لجنات کا انتخاب کرکے مرکز کو اطلاع دیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

لازمی چندہ جات کی فرضیّت

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چندہ عام۔ حصہ آمد۔ اور چندہ جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں۔ کیونکہ ان کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی ہے اور ان میں باقاعدگی کے لئے تاکید فرمائی ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ لازمی چندوں کو وہی فرضیت حاصل ہے جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔ پس ان لازمی چندوں کا تارک یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔ اسلئے ضروری ہے۔ اب جبکہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۱۹۷۱-۷۲ء ۳۰ر اپریل کو ختم ہو رہا ہے اور صرف چند یوم باقی ہیں ہر بقایا دار اپنے ذمہ بقایا جات کی ادائیگی کے لئے جلد توجہ فرمائے۔ قبل ازیں تمام جماعتوں کو ۲۹-۰۲-۷۲ تک کی پوزیشن کی اطلاع بھجوائی جاچکی ہے اسلئے نظارت ہذا جملہ احباب جماعت سے اور عہدیداران مال و مبلغینِ کرام سے امید رکھتی ہے کہ جماعت کے ہر بقایا دار کو مالی قربانی کی اہمیت اور سلسلہ کی ضروریات سے آگاہ فرمائیں گے تاکہ ایسے دوست بھی بشاشتِ قلبی سے ۳۰ر اپریل سے قبل بقایا جات کی ادائیگی کرکے اپنے اس عہد کو پورا کریں گے کہ "میں دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا"۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

دَورہ مکرم مولوی سید بدرالدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید

جماعت ہائے احمدیہ شمالی ہند

جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی۔ بہار۔ اُڑیسہ و بنگال کی جماعتوں کے لئے تحریر ہے کہ مکرم مولوی سید بدرالدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید قادیان مورخہ ۳ر شہادت ۱۳۵۱ ہش بمطابق ۳ر اپریل ۱۹۷۲ء کو چندہ وقفِ جدید کی وصولی اور حصولِ وعدہ جات کے لئے قادیان سے روانہ ہو رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف کے دَورہ کو کامیاب بنائیں اور ان سے کما حقہٗ تعاون کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ایک نکاح کا اعلان

۵ر شہادت (اپریل) کو حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی قادیان نے بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں بعوض ڈیڑھ ہزار روپیہ مہر محترمہ شمیم پروین صاحبہ دختر مکرم سیٹھ غلام حسین کرم علی صاحب سکندرآباد کے نکاح کا ہمراہ عزیزم عبدالکریم صاحب ملکانہ فاضل پسر مکرم حکیم عبدالرحیم صاحب ملکانہ مرحوم اعلان فرمایا۔ احباب اس کے مبارک ہونے کے لئے دعاؤں سے امداد فرمائیں۔

خاکسار: ملک صلاح الدین ایم۔اے
(مؤلف "اصحاب احمد" قادیان)

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "Autocentre"　　فون نمبرز 23—1652 / 23—5222